کہاں تم - کہاں ہم
مؤلفہ:
عبدالکریم مشتاق

وہ کیا ہے جس کی پردہ داری ہے ؟
غیر شیعہ مسلمانوں کی محبت اہلبیت کے دعویٰ کی
حقیقت کا انکشاف !

کہاں تم کہاں ہم

مؤلفہ :-

عبدالکریم مشتاق

اطلاع عام

یہ کتاب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے عقائد کی روشنی میں تحریر کی گئی ہے لہٰذا ایسے متعصب افراد جو اپنے مذہب پر تنقید پسند نہیں کرتے ہیں۔ اس کا مطالعہ فرمانے کی زحمت گوارہ نہ کریں۔

ناشران

ترتیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

حمد خدا اور درود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے بعد عرض گذار ہوں کہ ایک
دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مخلص گھرانہ کسی عبرت خیز حادثہ کا شکار ہو کر بالکل تباہ و
برباد ہو گیا۔ چند خدا ترس لوگوں نے جو اس ستم رسیدہ گھر کے بچے کچھے افراد سے ہمدردانہ
جذبات کا اظہار کیا۔ رسم و رواج کے مطابق اور تقاضائے انسانیت کے تحت
افسردہ خاطر ہوئے۔ ان کے جانکاہ مصائب پر رقت سے آنسو بہائے اور اس
مظلوم کنبے کے ظالم دشمنوں کو برا بھلا کہا۔ ان پر تعزیت کی مجلسیں کیں۔ لیکن کچھ ایسے
اصحاب بھی تھے جن پر اس گھر والے بہت احسان کر چکے تھے اور وہ بظاہر
کبھی اس گھر سے وفادار رہنے کے بہت بلند دعوے کیا کرتے تھے مگر وہ تو
زمانہ کی طوطا چشمی کے مطابق سرِ دوں کو سلام ہوتا ہے۔ آڑے وقت میں
بڑے بڑے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے ہی لوگوں کی ایک نمایاں
جماعت نے بیگانہ وار بھی مصیبت زدہ مومنین دیکھ کر قہقہے اڑانا شروع
کئے۔ بڑی سختی اور بے دردی سے رونے دھونے والوں سے "چل ہٹ" سنگدلانہ
سلوک کیا۔ اب ہر شخص بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ جو لوگ مصیبت زدہ گھرانہ
کے شریکِ ماتم ہوئے وہ دوست باوفا کا درجہ پائیں گے یا وہ لوگ جو

مصیبت کے ماروں کے مصائب پر دل کھول کر خوشیاں منانے لگے۔
اور ان کے رونے دھونے پر پھبتیاں کستے رہے۔

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ تیرہ صدیوں کے غم بے پایاں پر
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گھرانہ ایسا اجڑ کر پھر آباد نہ ہو سکا۔ شیعوں
نے اس بربادی کے غم میں اپنے گھروں کو "عزاخانہ" بنا لیا اور آنکھوں سے
اشکوں کے دریا بہا دئیے۔ ہر چیز پر سوگِ خانوادۂ رسولؐ کو ترجیح دی مگر
اس کے برخلاف "سنی بھائیوں" کے مولوی گلی گلی ڈھنڈورا دیتے پھرے کہ
خبردار "تعزیہ" نہ دیکھنا یہ بت پرستی ہے۔ مجلس میں نہ جاؤ کہ صحابہ کے نام
زیرِ فرش لکھ کر پامال کئے جاتے ہیں۔ "نیاز" نہ کھاؤ کہ تبرا پھونک کر دی جاتی
ہے — عزاداروں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ ان کی نقلیں کر کے
طبیعت کو مسرور کیا جاتا ہے۔ روزِ عاشورہ کو سنی پیرانِ پیر صاحب نے
روزِ عید قرار دیا ہے۔ محرم کے مہینے کی ساتویں تاریخ کو شادی کے لئے سعید ترین
بنا لیا گیا ہے ۱؎۔

حالانکہ غیر مسلم تک "زمانۂ محرم کو وقتِ سوگ سمجھتے ہیں اور حسینؑ کو
مسلمانوں کا اوتار سمجھ کر انسانی ہمدردی سے "ایامِ عزا" کا پاس کرتے ہیں۔
کہ ان دنوں میں ابنِ "شہید انسانیت" کا پرچم آفات میں گھر گیا۔ لیکن غیر
شیعہ مسلمانوں کی شانِ بے نیازی کا یہ حال ہے کہ منکرِ مطلق یزیدِ لعین کو امام
خلیفہ و شہزادۂ راشد کہتے ہیں۔ حسینؑ کے قول کو نا عاقبت اندیش اور باغی
اعتقاد کرتے ہیں چنانچہ مشہور سنی امام غزالی نے یزید کے لئے دعائے مغفرت

۱؎ اظہار البدعی (مولوی جہانگیر علی خانصاحب)

کی سفارش سے دریغ نہیں کیا۔ اور علماء نے یہاں تک ہدایت کی ہے کہ سانحۂ کربلاؔ
کو بیان نہ کیا جائے کہ اس سے توہینِ صحابہ و بعض اصحاب جنم لیتے ہیں۔

یہاں میری عقل سخت حیران ہے کہ شیعہ لاکھ بداعمال سہی لیکن محبتِ
اہلبیت کی خاطر وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کو ہمہ تن تیار ہیں مگر غیر شیعہ حضرات
پھر بھی ان کو رافضی مخالفِ اہلبیت کہتے ہیں اور اہلِ سنت کے جن کے
ہاں آلِ رسولؐ کے تذکرہ تک کو کرنے میں قباحت ہے اپنے کو مطیعِ اہلبیت
اور حبدارانِ خاندانِ رسولؐ سمجھے ہوئے ہیں۔

پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رازِ مستور کو افشاں کر دیا جائے کہ
اہلبیتِ اطہار کا اقتدار و مرتبہ غیر شیعہ مسلمانوں کی نگاہوں میں کس درجہ کا ہے
اور اس بھید کا بھانڈا پھوڑ دیا جائے کہ دراصل غیر شیعہ مسلمان اس طرز تقریر
عامل ہیں جو سراسر مخالفتِ آلِ محمدؐ سے بھرپور ہے۔ اور محبتِ اہلبیت کا دعویٰ
صرف زبانوں تک محدود ہے اور حلق سے نیچے ہرگز نہیں اترتا ہے۔

اکثر غیر شیعہ مسلمان تمسکِ اہلبیت میں غلط ادعا کرنے والے
ہیں اور انھوں نے آلِ رسولؐ کے احکام کو بے وقعت و بے قدر جانا ہے۔
ان نصائح و مواعظ سے ان لوگوں کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے جو اہلبیت عظام
نے جاری فرمائے۔ اس کے برعکس یہ دعویدارانِ اسلام، خاندانِ رسالت کو
کج رو، بدراہ، مخلوق کو گمراہ کرنے والے، بدکردار، گستاخِ خدا و رسولؐ وغیرہ
جانتے ہیں۔ چنانچہ کتبِ غیر شیعہ ایسے بیہودہ و خلافِ عقل مسائل سے بھرپور
ہیں۔ پس ثبوت کے لئے چند جھلکیاں ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں تاکہ زبانی دعویٔ
محبت و تمسکِ اہلبیت کے ڈھول کا پول ظاہر ہو جائے۔

زیرِ نظر رسالہ کسی گروہ یا جماعت کی دل آزاری کے لئے تحریر

نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ ایک الزام بے بنیاد کے خلاف اپنی صفائی میں کچھ معروضات
ہدیۂ قارئین کر کے ایک شبہ کے ازالہ کرنے کی سعی کی گئی ہے تاکہ اربابِ خرد و
انصاف فیصلۂ ناطق فرما سکیں کہ اخلاص مودۃ و محبت کا معیار کیا ہوتا ہے
اور مروجہ مذہب اسلام میں کون سا گروہ خلوصِ نیت سے اجرِ رسالت بحکم
قرآن ادا کرنے کی کوشش تامہ کر رہا ہے۔

چونکہ حقیر نے تمام عبارات غیر کتابوں سے نقل کر کے اپنے مدعا میں بطور
شواہد پیش کی ہیں اس لئے گذارش ہے کہ غیر کلام کی نقل محض پر اظہار ناراضگی نہ
فرمایا جاوے۔ بلکہ معاملہ کو صدقِ دل سے غور فرما کر حقائق سے ہمکنار ہونے
کی سبیل ڈھونڈی جائے۔ پھر بھی جہاں تک ممکن ہو سکا ہے میں نے انتہائی
کوشش کی ہے کہ مخالفین کے جذبات کو ملحوظ خاطر رکھوں اور کوئی ایسی عبارت
اپنی طرف سے سپردِ قلم نہ کروں جو باعثِ ناگواری ہو۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ
میری گذارشات کو محض اس بناء پر رد نہ فرمایا جائے کہ یہ ایک شیعہ کی قلمکاری
ہے، بلکہ تعصبِ مذہبی کو برطرف رکھتے ہوئے پوری غیر جانبداری سے مطالعہ
فرما کر اپنی رائے قائم فرمائی جاوے، انشاء اللہ حق کا بول بالا ہوگا + والسلام

طالبِ دعا
عبدالکریم مشتاق

آغاز

(اللہ، رحمٰن و رحیم کے نام سے)

حلفیہ یقین دہانی میں خداوندِ عظیم اور رسول کریم کو گواہ ٹھہرا کر یہ وعدہ با ہوش و حواس سپردِ قلم کرتا ہوں کہ اگر میرے غیر شیعہ مسلمان بھائی محبت و اطاعتِ اہلبیت میں صحیح القول ثابت ہوگئے اور مذہبِ اہلسنت بمطابق ارشاداتِ خاندانِ رسالت قرار پاگیا تو مجھے اپنے بڑے بھائیوں سے کوئی پرخاش نہ ہوگی۔ میں ان کو مطیع آلِ رسول محبِ تارِ خانوادۂ پیغمبر سمجھ کر ایسی صاف دلی سے پیش آؤں گا کہ جس طرح اپنے پنجتنی حیدری متوالوں کی غلامی کو قبول کئے ہوئے ہوں اور میں اعلانیہ پنجتن کے ساتھ یقین دلاتا ہوں اگر فی الحقیقت سنی بھائی ایسے فرمانبردار آلِ نبیؐ و محبدارانِ اہلِ بیت ثابت ہوگئے تو میں منہ اپنے کرم فرماؤں کے حلقۂ سنیہ میں داخل ہونا اپنی سعادت سمجھوں گا۔ اور بلا قیل و قال و تاخیر مذہب شیعہ ترک کر دوں گا۔

ہاتھی کے دانت مگر افسوس ہے کہ میرے سنی بھائیوں کے دانت ہاتھی کے اُن دانتوں سے بھی بڑے نظر آتے ہیں۔ جو کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ بلاشبہ عوام فریبی و دھوکہ دہی کی

غرض سنی حضرات اطاعتِ اہلِ بیت اور محبتِ آلِ محمدؐ کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں مگر درحقیقت علاوہ خاندانِ رسول سے کوسوں دور ہیں۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں میرے ان بڑے بھائیوں کی مثال ایسی ہے کہ بقول یا قوا ہیھم ما لیس فی قلوبھم یعنی قلب و زبان میں ہرگز اتحاد نہیں ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ بھائی متمسک بالثقلین رہتے اور رسول کی آخری وصیت کا لحاظ رکھتے تو آج مسلمان یوں تفرقہ بازی کا شکار ہرگز نہ ہوتے۔ بلکہ اتفاق باہمی سے ساری کائنات کو تسخیر کر چکے ہوتے اور ہر طرف حق کا غلبہ نظر آتا۔ لیکن صد حیف ہے کہ مسلمانوں نے حیاتِ رسول ہی میں بنیادِ نزاع قائم کر دی اور رسول کو ناراض کیا کہ آپ کو "قوموا عنی" کا تازیانہ استعمال کرنا پڑا۔ اور تخلف لشکرِ اسامہ پر دُرّۂ لعنت ہاتھ میں لینے کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن پانی سر سے گذر چکا تھا۔ ان معمولی سزاؤں سے کوئی کیا خوف کھاتا سقیفہ بنی ساعدہ میں دھڑام چوکڑی مچی۔ جی بھر کر گالی گلوچ ہوا۔ نعشِ رسول بے دفن چھوڑ کر حکومت کا معاملہ طے کیا گیا۔ اس اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے ہر طریقہ بروئے کار لایا گیا۔ اور مسلمانوں نے اہلِ بیت کی محبت کا ثبوت سیدۂ طاہرہ کے دروازے پر آگ روشن کر کے دیا۔ اس معصومہ کو زخمِ پہلو لگا کر اپنی محبت کا یقین دلایا۔ ان کے شوہر نامدار کو گرفتار کر کے بازار میں کھینچا گیا معاشی پریشانیوں میں مبتلا کر کے اجرِ رسالت کی ادائیگی ہوئی۔ خیر مجھے اسلام کی تباہی کی تاریخ نہیں لکھنی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ رسول کریم کی آنکھ بند ہوتے ہی مسلمانوں کی نگاہیں پھر گئیں اور سونے چاندی کی چمکار نے لوگوں کی آنکھیں چندھیا دیں۔ چنانچہ ڈپٹی نذیر احمد اور علامہ عبدالکریم شہرستانی کے مطابق اسلام میں بہت بڑا اختلاف مسئلۂ امامت پر پیدا ہوا شیعوں نے جو جم

رسولؐ اہلبیتؑ کو اپنا حاکم و پیشوا اعتقاد کیا اور دیگر مسلمانوں نے اہلبیتؑ کا
دامن چھوڑ کر اپنی مرضی سے اپنے پسند کردہ ہادی و سردار بنا لئے۔ پس چونکہ
اہلسنت کے اولین پیشواؤں ہی نے اہلبیتؑ سے عداوت رکھی اور ان کو
محکوم بنانے کی کوشش میں مصروف رہے لہذا ان کا دعویدارِ محبت و
اطاعت ہونا محض من گھڑت اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے کے مترادف ہے۔

سُنّی سرداروں کا قرآن و اہلبیتؑ سے اختلاف

حدیثِ ثقلین کے سب سے پہلے سننے والے صحابہ تھے۔ ان کی تعداد
ایک لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے۔ اور حضرات ثلاثہ خواصِ اصحاب النبیؐ میں
سے ہیں اور سنی مسلمانوں کے امام و سردار ہیں لہذا ہم ایک جائزہ لیتے ہیں۔
کہ ان تینوں نے حدیثِ ثقلین کی کیسی تعمیل فرمائی۔

بزعم اہلسنت یہ بات مشہور ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے
حضرات ثلاثہ کو نبیؐ کے جائز خلفاء سمجھ کر ان کی بیعت کی اور معاملاتِ شرعیہ
میں ان کے احکام و فرامین کو واجب الاتباع سمجھا۔ ان کی امامت
کو قبول کر کے ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔

اب کیوں نہ مذہب شیعہ کے اسی مفروضہ پر مسئلہ کا فیصل
حل کر لیا جائے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ
میں حدیثِ ثقلین کی توضیح اس طرح کرتے ہیں۔

"ازیں معلوم شد کہ پیغمبر ما را حوالہ بہ ایں دو چیز
عظیم القدر فرمودہ پس مذہبیکہ مخالف ایں ہر دو باشد

شرعاً و عقلاً باطل است" یعنی اس حدیثِ ثقلین سے معلوم ہوا
کہ حضورؐ نے ہم امت کو ان دو عظیم الشان چیزوں کے سپرد فرمایا ہے۔
لہذا وہ مذہب جو ان دونوں کا مخالف ہو وہ شرعی اور عقلی اعتبار سے باطل ہے۔

اب محدث صاحب کی بیان کردہ وضاحت میں یہ امر قابل غور
ہے کہ اہلبیتِ رسولؐ مذہب خلفاء ثلاثہ پر تھے یا خلفاء مذہب اہلبیتؑ پر؟
ظاہر بات ہے کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے۔ وہ فہرست
تابعین میں ہوتا ہے اور بیعت لینے والا متبوع۔ چونکہ خلفاء ثلاثہ نے خاندانِ
رسولؐ کو بذریعہ بیعت اپنی اطاعت کروائی اور دیگر عامۃ الناس کی طرح انکو
داخل ہو جایا گیا اور خود سردار بنے اور اہلبیت کو تابعدار بنایا پس معلوم ہو گیا
کہ خلفاءِ ثلاثہ نے رسولؐ کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ اور جس طرح آنحضرت صلعم نے
ثقلین کے حوالے امت کو کیا۔ اور حاکم امر دین و دنیا فرمایا۔ اس کے مطابق
جو انتظام رسولؐ نے مقرر فرمایا۔ حضرات ثلاثہ اس پر نہ چلے۔ بلکہ حضور صلعم سے
مخالفانہ راہ اختیار کر کے انھوں نے وہ عمل کیا جو کہ ایک سچے اطاعت گزار امتی
کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔

پس جب سنی سرداروں کا مخالفِ رسولؐ ہونا خود انہی کے مزعومہ سے
ثابت ہو گیا اور خلافِ حکمِ پیغمبرؐ انھوں نے ثقلین میں سے ایک ثقل کا ساتھ چھوڑ
دیا۔ تو پھر ان لوگوں کے زبانی تمسک بالثقلین ہونے کا دعویٰ کیونکر قابلِ قبول
ہوگا جو اپنے سرداروں کے اطاعت گزار ہیں۔ وہ سردار جن کو رسولؐ نے
محکوم ہونے کی وصیت و نصیحت کی لیکن وہ حاکم بن بیٹھے

بزرگانِ اہلسنت اور اہلبیت کا اقتدار

وہ تمام اصحاب مثلاً حضرات طلحہ، زبیر وغیرہ اور جناب عائشہ صاحبہ جنھوں نے جنگِ جمل میں تا حدِ قتل حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے خلاف قتال کیا نیز اکثر نے معاویہ باغی شام کے دست پر بیعت کر کے اہلبیت کے طرفداروں کا خون بہایا گیا۔ کیا دنیا کا کوئی صاحب عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ مخالفین و محاربین اصل میں اہلبیت سے گہری محبت رکھتے تھے؟! اور اُن کو اہلبیت سے تمسک تھا یا یہ کہ ہر مومن کو ارشادات رسول کی پاسداری تھی؟ اب ہم کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کے فریفتہ و مرید لوگ اپنے دعویٰ محبتِ آلِ رسول میں سچے ہیں۔ چنانچہ موجودہ صدی کے سنی محقق اپنی محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں جس طرح کہ مرزا حیرت دہلوی نے "اخبار" مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ یزید پر لعنت بھیجتے ہیں وہ در پردہ بزرگانِ اصحاب رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ جنھوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور آخر تک اسی بیعت پر قائم رہے۔ اب بہ نظر انصاف غور کیجیے کہ جن صحابہ نے یزید پر اجماع کر کے ساری عمر اس کو خلیفہ اور نائبِ رسول اعتقاد کیا۔ وہ کس طرح خاندانِ رسول کے دوست ہو سکتے تھے۔ اِن مذکورہ صحابہ و تابعین نے بچشم خود اہلبیت پر ظلم و جبر ہوتے ہوئے دیکھا مگر مطلق لب نہ ہلائے۔ رسول کی بیٹیاں سر برہنہ گرفتار ہو کر بر سرِ دربار پیش ہوئیں مگر وہ لوگ ٹس سے

مس ہرگز نہ ہوئے۔ بیعت یزید پر اس طرح قائم رہے اور کرسی و دربار پہ ایسے جمے بیٹھے رہے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اصحاب دیندار، مطیعِ رسول اور محبانِ آلِ رسول تھے۔ مگر میرے سُنی بھائی ہیں کہ ان کو اصحاب با وفا ماننے پر آمادہ و تیار رہتے ہیں حالانکہ وہ حضرات نہ ہی متمسک بالثقلین تھے اور نہ ہی اہلِ بیت کے خیر طلب۔

اِس اجمالی بیان سے اہلسنت کے اوّلین بزرگوں کا اہلبیت سے حسنِ سلوک اور برتاؤ کا اشارہ ہوا ہے۔ تفصیلی حالات کتب میں مرقوم ہیں۔ دیگ کا دانہ پوری خبر دیتا ہے اور رفتہ رفتہ ہم عوام الناس کو آگاہ کرتے رہیں گے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ جس مسلک پر سنی بھائی رواں دواں ہیں۔ وہ طریقہ اہلِ بیت سے بالکل مختلف ہے۔ اہلسنت حضرات کو بوجہ کم علمی آبائی تقلید کورانہ کمی سے اپنے مذہب کے اصلی حالات سے واقفیت نہیں ہے بلکہ مُلّاؤں نے ان پر ایسی بے ہوشی طاری کر رکھی ہے کہ وہ بلا تحقیق یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ان کے مذہب کے قواعد و ضوابط احکامِ اہلبیت سے ماخوذ ہیں حالانکہ دراصل ان کے علماء کو معلوم ہے کہ ان کے مذہب کو خاندانِ رسول سے کوئی علاقہ ہی نہیں ہے۔ اور اس کا سب سے اوّل ثبوت یہ ہے کہ امورِ دین میں مذہب سنیہ میں کوئی مستند روایت آئمہ اہلبیت سے نقل نہیں کی گئی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ پرانے سُنی علماء نے اہلبیتِ اطہار کے خلاف ایسے رکیک و ناشائستہ کلمات لکھے ہیں جن کو پڑھنے اور سُننے کے بعد بلا تکلف یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حضرات سُنیہ نے توہینِ اہلبیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جب ہم ان کے مذہب

خیالات دیکھتے ہیں تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ سُنّی حضرات نام کے سُنّی ہیں اندر
حقیقت یہ خوارج ہی کی ایک شاخ ہیں اور ہم سب یہاں کی مختصر تصویر ہیں بالخصوص یہ
کہ زبانی کلامی اہلبیت کے معتقد حضرات جب امور متنازعہ پر گفتگو کرتے ہیں
تو خانوادہ رسول کہ جن کا اتباع بحکم حدیث ثقلین ضروری ہے اور ان سے تمسک
قرآن لازمی ہے ان مقدس ہستیوں کی تذلیل و اہانت پر آمادہ ہو کر اپنے بغض کا
بین ثبوت فراہم کر دیتے ہیں۔ اہل سنت علماء میں ایسے بزرگ بھی ہیں کہ وہ
اطاعت اہلبیت سے میلوں دور رہتے ہوئے ہیں اور انہیں مودت کا ایک
جھونکا بھی ان کی ناک تک نہیں پہنچ پایا ہے۔

علماءِ سنیہ کے عقائدِ باطلہ

جناب شاہ ولی اللہ دہلوی کا نام محتاج تعارف نہیں ہے۔ برصغیر
کے چوٹی کے سُنّی عالم گذرے ہیں۔ ان ہی کے فرزند شاہ عبدالعزیز
نے کتاب تحفۂ اثنا عشریہ لکھ کر مذہب شیعہ کی وسعت کے اسباب
پیدا کئے تھے۔ اور شاہ صاحب موصوف نے اپنے والد کو "آیت اللہ" اور
معجزہ رسول اللہ کے القاب سے نوازا۔ چنانچہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب
"قرۃ العینین" کے صفحہ ۲۰۹ پر لکھتے ہیں۔

اکثر اہل اسلام مالکیان و حنفیان و شافعیانند
و اصول مذہب ایشاں معتمد است بر مسائل اجماعیہ
فاروق و بجز چند مسائل بر آثار مرتضیٰ اعتماد ندارد ہمہ بر
دست مرتضیٰ فتح اسلام واقع گشتہ و در ہیچ فنے از فنون

شرعی مدار کلی بر آثار مرتضیٰ نیامدہ و بر دست ایشان
خلافت منتظم نگشت۔

اسی کتاب میں موصوف صفحہ ۱۸۶ پر تحریر کرتے ہیں کہ۔

"واما اصولیین پس کسیکہ اول قواعد کلیہ آں
علم جمع کردہ است شافعی است در مقدمہ کتاب او در
رسالہ کہ برائے عبدالرحمٰن بن مہدی نوشتہ و آنچہ او
اصول ترتیب کتاب و سنت و اجماع و قیاس آوردہ
ہمہ از شیخین مستخرج است از کلام ایشان۔"

اسی طرح کتاب مذکورہ صفحہ ۱۸۳ پر رقمطراز ہیں:۔

"غلط از حضرت مرتضیٰ واقع شدہ و آں غلط
در مسئلہ فقہ بود۔"

ان تمام عبارتوں کا ماحصل یہ ہے کہ حنفی و مالکی و شافعی
جتنی شاخیں اہلسنت کی ہیں ان سب کے مسائل کا منبع و سرچشمہ
حضرت عمر ہیں۔ اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر چونکہ فتوحات ملکی نہ ہوئیں
اور ان کی حکومت غیر منتظم رہی لہذا شرعی فنون سے کسی ایک فن
میں بھی حضرت علیؑ کے اقوال پر مدار کلی نہیں کیا جاتا۔ امام شافعی نے
شیخین سے استفادہ کر کے اصول تیار کئے اور علیؑ سے مسائل
فقہ میں غلطی واقع ہوئی یعنی بالفاظ دیگر حضرت علیؑ کی غلطیوں پر نظر
کر کے گذشتہ سُنّی علماء نے آپ سے قطع تعلق کر لیا۔ اور چونکہ حضرات
ابوبکر و عمر وغیرہ سے غلطیاں سرزد نہ ہوئیں اس لئے ان کے احکام سے
استخراج و استنباط مطالب و مسائل کیا گیا۔

جناب محدث ولی اللہ صاحب دہلوی یہ بھی لکھتے ہیں کہ عجیب بات ہے ابو ہریرہ بہت کم مدت حضور کی صحبت میں رہے اور علیؑ سے علم میں نہایت کمتر تھے لیکن ارباب فضل و کمال سے ان سے پانچ ہزار احادیث نقل کی ہیں اور علیؑ اعلیٰ درجہ کے عالم و فقیہ تھے۔ پھر ابوبکر و عمر کی صحبت میں بھی رہے تھے نیز شیخین کی طرح ان کو ملکی مہمات اور انتظام مملکت کی بھی ذمہ داری نہ تھی۔ مدینہ میں فارغ رہتے تھے مگر باوجود اس فرصت کے ایک حدیث کا بھی پتہ نہیں چلتا جو کہ اہل مکہ نے حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کی ہو حالانکہ جب آپ کوفہ پہنچے تو وہاں نقل احادیث میں مصروف ہوئے مگر نہایت کم صرف پانچ سو حدیثوں کا پتہ چلتا ہے وہ بھی مختل غیر منظم اور بے اعتبار محض ہیں جن سے کوئی مسئلہ اصولی اخذ نہیں ہوا۔

پھر ولی اللہ صاحب ارشاد کرتے ہیں کہ:۔

باید دانست کہ بعد از قرآن و حدیث مدار اسلام بر فقہ است و امہات فقہ مسائل اجماعیہ فاروقیہ است اگرچہ اکثر اسلام تقلید کنی حنفیان و مالکیان و شافعیان اند اما مذہب مالک پس منتہائے او بر موطا است و در موطا بجز چند حدیث و چند اثر از مرتضیٰ منقول نیست و ہم چنیں در مسند ابوحنیفہ و آثار محمد کہ منتہائے فقہ حنفیہ ست از روایت مرتضیٰ بجز یک حدیث موضوع و چند اثر شمردہ زیادہ در آنچہ موطا است بر تطبیق منقول نیست و ہم چنیں در مسند شافعی کہ منتہائے مذہب شافعیہ است از روایت مرتضیٰ بجز چند حدیث موضوع و

چند اثر موقوف کہ بہ نسبت مروی از دیگراں در نہایت قلت است منقول نیست بر آثار مرتضیٰ نیست بلکہ بر اجماعیات عمر ابن خطاب و فتاوائے ابن مسعود است:۔

ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک دوسرے رسالہ "تفضیل الشیخین" میں لکھتے ہیں کہ:۔

مدار مذاہب اربعہ اہل سنت بر آثار مرتضیٰ نیست بلکہ بر اجماعیات عمر ابن خطاب و فتاوائے ابن مسعود است:۔

علم حدیث کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں کہ:۔

پیش محدثین امہات حدیث و اکثر کل روایات ابو ہریرہ و ابن عمر و عائشہ و ابن مسعود و انس و غیرہم است و علم ایشاں ہمہ مستمد است از شیخین و در روایات حضرت مرتضوی مستور الحال اند:۔

ان منقول عبارات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اہلسنت ائمہ اربعہ کی فقہی کتب جن پر اسلام کا دارومدار ہے حضرت عمر کے مسائل اجماعیہ پر مشتمل ہیں۔ مگر حضرت علی کو ان سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے۔ روایات میں اقوال عائشہ، ابن عمر، ابن مسعود، انس اور ابو ہریرہ وغیرہ پر عمل کیا گیا ہے اور مذہب سفینۂ اہلبیت کے خلاف قیاس پر چلتا ہے۔

اب ہم حضرات اہلسنت سے بصد ادب دریافت کرتے ہیں کہ حسب تسلیم شاہ ولی اللہ صاحب جناب علیؑ حضرت ابو ہریرہ سے بھی تعقل و احادیث میں کئی نمبر پیچھے ہوئے تھے تمام سنیوں کی کتب فقہ ان کے بیان و

علومیت سے خالی ہیں اور مسائل شرعیہ میں وہ غلطیاں کرتے تھے۔ اور خلافِ
قیاس باتوں پر ان کا عمل تھا۔ اور پھر یہ کیونکر ممکن ہوا ایک طرف تو اہلِ سنت
اہلبیت کو غلطکار اور غیر معتبر قرار دیں اور دوسری طرف ان کے تابع و
مطیع و حبدار ہونے کا دعوٰی بھی کریں۔

رسولِ نامدار جن کو قرآن کا دائمی ساتھی قرار دیں اور امت کو جن کے
حوالہ کریں وہی امت ان کی یہ قدر کرے کہ نہ ان کی بات کو قابلِ اعتبار جانے
اور نہ ہی ان کے عمل کو قبول کرے۔ اور پھر محبت و اطاعت کا دعوٰی بھی کرے
یہ معمہ اپنی سمجھ سے باہر ہے۔

جب آپ کے جید علماء کے نزدیک اہلبیت ناقابلِ وثوق تھے۔ اور
اسی لئے مستند کتابوں میں ان کے اقوال کو جگہ نہیں ملی ہے تو پھر آپکی محبت
کا کیا اعتبار کیا جائے۔ میرے بھائیو، یہ بات انصاف سے دیکھئے کہ جن
افراد کے اقوال سے آپ کی مستند و صحیح کتب نے زینت پائی ہے ان کا
اقتدار آلِ محمد کے مقابلہ میں بہت تھوڑا تھا۔ لیکن آپ کے قربان جائیں
آپ نے اعلیٰ کو چھوڑ کر کمتر سے لو لگائی۔

اب ہم دیکھتے ہیں مذہب سنیہ کے سرخیل حضرات کا اہلبیت سے محبت
کا کیا معیار تھا۔ ایک دو مثالیں بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

نقاب پوش چہرے

اہلسنت میں دو حضرات حدیث روایت کرنے میں اعلیٰ درجہ کے
حامل ہیں۔ اول حضرت ام المومنین بی بی عائشہ اور دوم جناب ابوہریرہ۔

ام المومنین صاحبہ کی حالت عیاں ہے۔ حضرت علیؑ کی خلافت پر آپ دل سے کبھی
بھی رضامند نہ ہوئیں۔ ہمیشہ لڑتی بھڑتی رہیں، ہزاروں مسلمانوں کا خون ان کے
کی بدولت ریگستان عرب میں مل گیا۔ ان کی آلِ رسول سے محبت کا یہ عالم تھا کہ
ریحانِ رسول سبطِ اکبر سیدِ شبابِ اہل الجنۃ امام حسن علیہ السلام کا جنازہ تیروں سے
چھلنی کرا دیا۔ سیدۃ طاہرہ اور ان کی والدہ معظمہ سے خاص بغض رکھا۔ پس
اگر معیارِ محبت یہی ہوتا ہے تو ایسی محبت کو دنیا سے محبت سلام آخر کہتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ صاحب کی سنیئے، آپ نے جناب امیر علیہ السلام کے
دستِ حق پرست پر بیعت کرنا گوارہ نہ کیا۔ معاویہ کے پسینہ پر خون گرا دیتے تھے
تفصیل کی یہاں حاجت نہیں۔ مختصر بات یہ ہے کہ سیوطی اشعری اور صحابی
برادرانِ اہلسنت کے کہ خاندانِ نبی کو چھوڑ کر ان لوگوں کا دامن تھاما۔ جو
خاندانِ رسول کے گھرانے کے مخالف رہے اور حتی اپنی تلواروں سے ان
کے خلاف لڑے۔

بھائیو، حق دار کو جان دینی ہے ذرا عقیدت سے ہٹ کر سوچو کہ اگر
یہ لوگ تلواریں سونت کر، گالیاں دے کر، جنازہ پر تیر برسا کر بھی محب و
اہلبیت تھے تو پھر شیعہ بیچارے محض بربری و لا تعلقی ہی کی وجہ سے
دشمنِ اصحاب کیوں ہیں؟ جس طرح ان لوگوں کی عملی حرکتیں محبت کو زائل نہیں
کرتیں اسی طرح شیعوں کی دلی کدورت کو بھی محبتِ صحابہ سمجھ لو۔ آپ نے
یہی اصول کو بنا لو اور معیار اچھا چھوڑ دو۔

کسی غیر سے فیصلہ کرا لو کہ جس مذہب کے بانی دشمنانِ اہلبیت
ہوں اس مذہب کے فدائی اور دشمنانِ آلِ رسول کے پیروکار کس طرح
متمسکِ اہلبیت ہو سکتے ہیں، مگر آپ کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اور حق پرست

کا مطالعہ کرنے کا موقعہ نصیب ہو سکے تو دیکھئے کہ ان محدثین نے اپنی کتب میں خوارج تک کو قابل اعتبار سمجھ کر ان سے حدیثیں جمع کر لی ہیں لیکن اہلبیت کے افراد کو اس لائق نہیں سمجھا ہے۔ اس کی مثال بھی لکھ دی جاتی ہے تاکہ کلام مدلل رہے۔

حصین ابن نمیر مشہور خارجی ہے۔ سانحہ کربلا میں اس نے شبیہ پیغمبر حضرت علی اکبر کو نیزہ مارا تھا۔ لیکن صحیح بخاری، صحیح ابوداؤد، صحیح نسائی اور ابن ماجہ میں اس کی روایت موجود ہے۔

سمرۃ بن جندب جس نے بصرہ میں آٹھ ہزار شیعوں کے خون سے ہاتھ رنگے کو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے قابل اعتبار سمجھ کر روایت لی ہے۔

شبث ابن ربعی جو کہ معرکہ کربلا میں یزیدی فوج کا افسر تھا، اس سے ابوداؤد اور نسائی نے اخذ احادیث کیا ہے۔

شمر ملعون کہ قاتل حسین علیہ السلام ہے اس سے بخاری نے روایت قبول کر لی۔

مروان بن حکم مطرود رسولؐ سے بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، امام مالک (موطاء) اور ابن ماجہ (سنن) نے روایات حاصل کی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ علمائے اہلسنت نے تسلیم کیا ہے کہ "صحیحین وغیرہ ائمہ حدیث کی کتابوں میں اکثر گمراہ لوگوں کی روایت سے احتجاج کیا گیا ہے" (تدریب الراوی علامہ سیوطی قول امام نووی صفحہ [illegible])۔

اب اس بات کے اظہار پر ملاحظہ تشیع نے مخالفین کو حوصلہ افزائی کی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ میرے سنی بھائی مندرجہ بالا

گذارشات پر غور کر کے سنی محبت و مودت اہلبیتؑ کا اندازہ ضرور قائم کریں گے کیونکہ یہ معاملہ معرکۃ الآراء ہے اور سنی و شیعہ کا فیصلہ کن ہے لہذا ہم یہ تفصیلات اور پیش خدمت کرتے ہیں۔ تاکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ چند مخصوص صحابہ کرام کے علاوہ اکثر لوگ مخالفِ اہلبیت تھے اور ان سے محبت نہ رکھتے تھے مگر اہلسنت حضرات ان نافرمان و دشمنانِ رسولؐ سے نہ صرف گہری عقیدت رکھتے ہیں بلکہ ان کی تابعداری و اطاعت کی تبلیغ کرنا فرض عین سمجھتے ہیں۔

جناب عبداللہ بن عمر ابن الخطاب کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے اور مذہب سنیہ کی بنیاد بھی انہی کی روایات پر استوار ہیں۔ چنانچہ امام بخاری و امام مسلم نے اپنی صحیحین میں لکھا ہے کہ آپ نے آغاز خلافت مرتضوی سے انتہائے حکومت علویؑ تک جناب امیرؑ کی بیعت نہ کی۔ لیکن یزید ملعون کی نہ صرف بیعت میں عجلت کی بلکہ بڑی تندہی سے لوگوں میں رغبت بیعت کی کوشش فرمائی۔ چنانچہ بخاری و مسلم وغیرہ میں ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت کو توڑنا چاہا تو عبداللہ بن عمر نے اپنے متعلقین کو جمع کر کے سمجھایا کہ سنو بھائیو میں نے رسولِ پاک سے سنا ہے کہ روزِ قیامت ہر غدار کا ایک جھنڈا ہوگا۔ ہم نے یزید کی بیعت خدا و رسولؐ کی بیعت پر کی ہے۔ اور میری دانست میں کوئی موقع اس بیعت کو توڑنے اس سے غداری کرنے اور اختلافات کرنے کا نہیں ہے۔ جو بھی تم میں سے یزید کی بیعت توڑے گا میری اور اس کی جدائی ہو گی۔

جبریہ بیعت

اب ضمناً ایک امر اور ملاحظہ فرمائیں کہ بیعتِ یزید کا عنوان اور اس کے شرائط کیا تھے چنانچہ مشہور علامہ اہلسنت شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب اپنی کتاب جذب القلوب

میں لکھتے ہیں کہ "یزید چاہے بیچے یا آزاد کرے" اور چاہے خدا کی اطاعت کی
طرف بلائے اور چاہے گناہوں کی طرف۔ عبداللہ بن زمعہ صحابی تھے یزید کے
سامنے کہا کہ بیعت بحکم قرآن و سنت پر لینا چاہیے۔ اسے قتل کر ڈالا۔ اسی کتاب
میں ہے کہ یزید نے صحابی بچیوں کو مسجد میں بندھوایا، ہزاروں عورتوں سے
اس کے لشکر نے زنا کیا جس سے اولاد پیدا ہوئی

اب دیکھیے کہ حضرت عمر کے فرزند عبداللہ نے حضرت علیؑ جیسے برحق
خلیفہ سے انحراف کر کے کیسے شخص فاجر و فاسق و کافر کو اپنا امام و خلیفہ مانا۔
اور اس کی اطاعت کا پرچار کیا۔ نیز یہ کہ جو لوگ امام حسینؑ کا بیعت یزید نہ
کرنا غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ انہیں شرائط بیعت کو مدنظر رکھنا چاہیے اور
سوچنا چاہیے کہ اگر حاکم دین امام حسینؑ بھی اس پلید و خبیث کی بیعت کر لیتے تو
اسلام کی صورت کیا ہوتی؟

الغرض یہ کہ جس گروہ کے بزرگوں نے حسینؑ کو چھوڑ کر یزید کی بیعت کو
خدا و رسولؐ کی بیعت کہا وہ کس منہ سے اہلبیتؑ کے تابعدار ہونے کا دعویٰ
کر سکتے ہیں اور کیسے محبت آل اطہار کا اظہار زبان پر لانے کا حق رکھتے ہیں۔

یہ تو تھیں چند جھلکیاں اصحاب کی جن کے نام پر جماعت غیر شیعہ مسلمان سے بٹے
جاتے ہیں، آپ ذرا فقہ کے اماموں کی طرف آئیے۔ اس میدان میں سب سے
بڑے شہسوار جناب نعمان صاحب المعروف امام اعظم یعنی حضرت ابوحنیفہ
ہیں۔ چنانچہ جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے "تحفہ" میں لکھتے ہیں کہ

اگر شیطان شیعہ را دغدغہ کند و گویند کہ اگر ابوحنیفہ و
امثال او را مجتہدین اہلسنت شاگرد این حضرات آئمہ بودند پس
چرا مخالفت ایشاں در مسائل بسیار فتویٰ دادند۔

بعد مسائل کثیرہ میں ابوحنیفہ و دیگر علمائے اہلسنت نے آئمہ طاہرین سے
رد و اختلاف کر کے فتوے دیئے اور انہیں اقوال و ارشادات پر عمل واجب قرار دیا۔
اب قابل غور و فکر یہ ہے کہ دعویٰ تمسک و اتباع کیا تھا؟ یہ فریب نہیں تو اور
کیا ہے کہ مخالفت بھی کی جائے اور دعویٰ محبت بھی رٹا جائے۔ ابوحنیفہ
صاحب کیا اپنے تئیں شاگرد رہتے کہ امام جعفر صادقؑ کو استاد بھی مانتے ہوئے
تھے اور پھر ان سے اختلاف بھی رکھتے تھے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ انہوں نے
اپنے گمان کے مطابق امام معصوم میں ضرور کوئی غلطی محسوس کی ہوگی۔ جو
ان کے قیاس سے دور تھی۔ جب ہی تو اختلاف ممکن ہوا۔ اور سیدھی سی
بات ہے کہ مخالف محبوب نہیں ہو سکتا ہے۔ الغرض مذہب اہلسنت کی
ہر علامت یہ ظاہر کرتی ہے کہ ان پر اتباع اہلبیت کی صفت کا رنگ تک نہ
چڑھا اور اس کا مذہبی مذہب پر ساری روشنائی انہی ذوات کی ہے جو
ہر وقت طلب رسولؐ حاضر خدمت نہ کی گئی۔ اہلسنت کا دعویٰ محبت و
تمسک صرف اسی صورت میں سچا ہو سکتا ہے جب مسائل اجماعیہ
فارمولا کو چھوڑ کر خاندان نبوت کے احکام پر نہایت ثابت قدمی سے عامل
ہونے کا قصد کر لیں۔ تمام دشمنان آل رسول یعنی علیؑ و بتولؑ سے دوستانہ
مراسم ترک کر کے ان سے بیزاری اختیار کریں۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام
اپنے مخالفین کو جانتے تھے ویسا ہی برادران سنیان ان لوگوں کو صدق دل
سے سمجھیں شیخین کو حضرت علیؑ کیا سمجھتے تھے وہ حضرت عمر کی روح سے دریافت
کر لیں اگر یہ رابطہ قائم نہ ہو سکے تو صحیح مسلم شریف میں حضرت صاحب کا قول
منقول بار دیگر پڑھ لیں کہ جناب امیرؑ نے دونوں حضرات کو کاذب، اغادر،
خائن، گنہگار، آثم جیسے القابات سے نوازا ہے۔

مجھے انتہائی تعجب ہوتا ہے جب حضرات سُنّیہ محبت و اطاعتِ آلِ محمدؐ
کے دعوے کرتے ہیں۔ حالانکہ سُنّی صاحبان نے خاندانِ رسولؐ سے یہاں تک
مخالفت رکھی ہے کہ اُن کے دوستوں اور قاتلوں پر فریفتہ ہیں اور ان کیلئے
اپنی جانیں نچھاور کرنا فخرِ دارین سمجھتے ہیں۔ نواصب کے علاوہ تمام مسلمان
جانتے اور مانتے ہیں کہ یزید ملعون نے سادات کرام پر ظلم کی انتہا کردی۔ لیکن
سُنّی علماء دین کہ اُن کے لئے یزید کی مغفرت کی دعا کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ
امام غزالی کا خیال ہے اور آج کل تو علانیہ یزید پلید کی وکالت کی جا رہی ہے
اور اسے امیر المومنین اور خلیفہ راشد بنایا جا رہا ہے۔

آج کی بات تو رہی ایک طرف پرانے سُنّی علماء ایسے ہوئے ہیں کہ علامہ
ابن حجر مکی نے شرح قصیدہ ہمزیہ میں اکابرین مذہب سُنّیہ کا یہ قول نقل
کیا ہے کہ امام حسینؑ دراصل اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوئے۔ یعنی وہ مجرم
واقعی اور واجب القتل تھے (معاذ اللہ)۔ اہلِ حدیث علامہ نواب صدیق حسن
خاں بھوپالی نے اپنی کتاب "حج الکرامۃ" کے صفحہ ۱۸۲ پر یہی قول علامہ ابن عربی
کا نقل کیا ہے۔

اب انصاف کیجئے کہ جو فرقہ یزید کو خلیفۂ رسولؐ اور اس کے مخالف
کو واجب القتل اعتقاد کرے وہ کیونکر دوستدارِ آلِ رسولؐ ہو سکتا ہے۔ یہی
نہیں یہ بات تو یزید پلید کی تھی۔ سُنّی حافظ عبدالکریم بن محمد السمعانی نے
اپنی کتاب الانساب میں ایک واقعہ بصراحت بیان کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ
نے بیعتِ ابوبکر میں حیل و حجت و تاخیر کی تو حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید
کو قتلِ امیر علیہ السلام پر مامور کیا اور تدبیر ہوئی کہ عینِ حالتِ نماز میں حیدرِ کرار
کا کام تمام کر دیا جائے۔ مگر صدیق صاحب کی سعی [illegible] ثابت ہوئی۔

اس اقبالی واقعہ کی روشنی میں علیؑ جیسے محبوبِ خدا و رسولؐ کو قتل کرنے کے
مدبروں کو اسلام کا رہبر و ہادی سمجھنا اور ایسے ارادۂ قتل کے مرتکب اشخاص کو
اپنا پیشوا سمجھنا کس طرح محبتِ آلِ رسولؐ کی نشانی ہو سکتا ہے؟

بارہ خلیفے

مشہور و معروف حدیثِ رسولؐ ہے کہ قوم قریش میں
سے میرے بعد "بارہ خلیفے" ہوں گے اور اسلام زائل نہ
ہوگا جب تک وہ حکومت نہ کرلیں۔ چنانچہ حضرات سُنّیہ نے اُن بارہ
خلیفوں کے نام یہ لکھے ہیں:-
ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ یزید۔ عبدالملک۔ یزید۔
سلیمان۔ ہشام۔ ولید۔ عمر (ثانی)۔ ملاحظہ کریں ملا علی قاری کی
شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۲۔

اب جبکہ معترضہ ہے کہ حدیث تو یہ ہے کہ اسلام زائل نہ ہوگا
جب تک بارہ خلیفہ نہ ہوں گے مگر سُنّیوں کے بارہ خلیفے سنہ ۹۹ ہجری میں
پورے ہوگئے۔ پس اسلام بھی زائل ہوا اور مسلمانی بھی درگور ہوگئی۔ اب
سُنّیوں کے قول کے مطابق دنیا میں نہ کہیں اسلام ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان نظر۔
پس اہلِ سنت بھائی نے خاندانِ رسولؐ سے منہ موڑ کر اور یزید و ولید
سے ناطے جوڑ کر یہ پھل پایا کہ سنہ ۹۹ ہجری تو پہلے گئی اب نام کا اسلام بھی جاتا رہا۔
ہو سکتا ہے کہ اس مقام پر میرے چند بھولے بھالے سُنّی بھائی یہ کہہ
دیں کہ یہ رافضی کی خلل ویسے ہی بکے جا رہا ہے۔ ہم خاندانِ نبوت کے بڑے چاہنے
والے ہیں ان بزرگوں کو ہر طرح پاک و طیب سمجھتے ہیں۔ بارہ اماموں کو اکمل کاملین
اعتقاد کرتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ ظاہری طور پر تخت نشین نہ ہوئے۔ لہٰذا
اہلسنت ان کو خلیفہ نہیں سمجھتے۔ لیکن کیونکہ یزید وغیرہ ظاہری حاکم بن گئے۔

لہٰذا ان کو غلط مانتے ہیں۔

برادرانِ گرامی قدر! ایسا ڈھیلا ڈھالا عقیدہ ان لوگوں کا ہے جن کو
مذہبی واقفیت نہیں ہے جبکہ وہ تو اپنی عقیدت کے مطابق چند لوگوں کی روش پر
آنکھ بند کر کے چلے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی سنّی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ "بارہ اماموں"
کو امام برحق مانتا ہے اور بادشاہوں کو محض دنیوی حکمران تسلیم کرتا ہے تو اُسے
چاہیے کہ اپنے کسی باوقار مولوی مفتی سے یہ تحریری فتویٰ حاصل کرے حالانکہ
ایسا ہرگز نہیں ہے اور یہ بات جمہور اہلسنّت کے خلاف ہے حقیقت میں
مذہب سنّیہ میں خلافتِ نبوت کی کوئی بنیاد و سند ہی موجود نہیں ہے۔ بلکہ
جن لوگوں نے آلِ نبی سے عداوت و مخالفت کی بجائے جگر گوشۂ رسول کو ذبح کیا
یہ حضرات ان ہی لوگوں کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر بغدادی کو
جیسے اہلسنّت کے ہاں ان کو اعزازات مذہب سے معزز کیا گیا ہے۔ شیخ
صاحب اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں روزِ عاشورہ کو یوم شہادت امام حسین
علیہ السلام اور محترم ترین ایام میں سے ہے کے فضائل لکھتے ہیں کہ اور عنوان
کی سرخی اس طرح قائم کرتے ہیں۔ من فضائل یوم عاشوراء ان الحسین
ابن علی قتل فیہ۔

شیخ صاحب کہتے ہیں کہ یہ دن سرور فرحت خوشی و مسرت کا ہے
نہ کہ روزِ غم و سوگ و ملال ہے۔

چونکہ حضرت پیر صاحب نے اس دن کو یوم خیر و برکت قرار دیا ہے
لہٰذا مشاہدہ کر لیجیے کہ اس دن اکثر سنّی خوشی مناتے ہیں کسی گھر میں صفِ
ماتم نہیں بچھتی۔ عمدہ کھانے پکائے جاتے ہیں گویا عید ہوتی ہے سنا
ہے کہ کچھ عرصہ قبل اس دن مختلف شہروں و قصبوں میں میلے بھی لگتے تھے اور

عورتیں بچے سنگھار کر کے خوشیاں مناتے تھے۔

ہائے افسوس اہلبیت کے بچے پانی کو ترسیں، جوان و بوڑھے عالمِ تشنگی
میں جامِ شہادت نوش فرمائیں۔ شہزادیاں قیدی بنائی جائیں۔ فرزندِ رسول کے
بیمار کے گلے میں گراں طوق ڈالا جائے۔ رسول کے گھر کو لوٹا جائے۔ سیدہ
کے لال کا سر نیزہ پر چڑھایا جائے۔ اور ایسے المناک دن کو سنّی غوث الاعظم
روزِ مسرت قرار دے۔

انسانیت و اخلاقیات کی وہ کون سی کتاب ہے جو اس خیال کو صحیح
کہتی جاتی ہے۔ اب ہم کچھ مزید واقعات و رموز سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ
جن کے مطالعہ کے بعد کسی احمق کو بھی یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ سنّی مطیع خاندانِ
رسول ہو یا دوستانِ آلِ محمد ہیں۔ چنانچہ علامہ اہلسنّت ابن حجر عسقلانی نے شیخ
الاسلام ابن تیمیہ کے حوالے سے اپنی کتاب دُرر کامنہ کے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ
وقال فی حق علی خطاء فی سبعة عشر شیئا ثم خالف فیہا
نص الکتاب ہ یعنی حضرت علیؑ سے سترہ مسئلوں میں خطا ہوئی اور وہ سب
خطائیں کتاب (قرآن) کے خلاف تھیں۔

اب فیصلہ فرمائیں کہ رسولِ اسلام تو یہ ارشاد فرمائیں کہ القرآن مع
علی وعلی مع القرآن۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ
ہے مگر شیخ الاسلام یہ کہیں کہ علیؑ سے سترہ غلطیاں ہوئیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر
یہ سچ ہے کہ علیؑ سے اتنی غلطیاں ہوئیں تو آنحضرتؐ نے دامنِ ثقلین نہ چھوڑے اور
"القرآن مع علیؑ" کے الفاظ واپس کیوں نہ لیے۔ اگر اسی بات پر کوئی غیر مسلمان
اعتراض کر دے کہ تمہارے رسول کی بات کا کیا اعتبار تو میرے سنّی بھائی کیا
جواب دیں گے؟ یا تو ابن تیمیہ کو جھوٹا کہیں گے یا رسولِ صادق کو۔ آپ

محبت یہ تعلیم ہی ہے کہ شیعہ کا ایمان ہے کہ محبوب خدا و رسولؐ۔ علیؑ سے غلطی ممکن نہیں ہے۔
جبکہ سنی بجائے علیؑ کی اغلاط کا شمار بھی کئے ہوئے ہیں۔ بھائی اناڑی عاشقو!
محبوب کی محبت سے غرض رکھتے ہیں۔ اس کے عیوب شمار نہیں کیا کرتے۔ پہلے
محبت کرنے کے ڈھنگ سیکھو پھر اہلبیتؑ سے محبت کا دعویٰ کرو!

ائمہ پر عدم اعتبار

حضرت امیرؑ ہی پر نہیں بلکہ سنی اکابرین نے سارے ائمہ اہلبیتؑ پر
ایسے الزامات لگا کر اپنی جھوٹی محبت کے ثبوت فراہم کئے ہیں نعوذ باللہ سب کو
جاہل شریعت اور ناواقف مسائل کہا ہے مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین
میں لکھا ہے۔

"از حضرات حسنین و امام زین العابدین روایات بسیار
کم آمدہ اند"۔

مولوی محمد احسن بھوپالی نے کتاب اعلام الناس کے صفحہ ۹ پر لکھا ہے کہ
"امام زین العابدین پناہ بخدا بت پرستوں کی سی باتیں کیا کرتے تھے"۔

ملا معین نے دراسات اللبیب میں بمقام ذکر تقسیم اموال خمس
جناب امام محمد باقرؑ کو کاذب و مفتری تجویز کیا ہے۔

علامہ ذہبی نے امام جعفر صادقؑ کے متعلق لکھا ہے کہ بخاری نے ان
سے کوئی روایت نہیں لی۔ یحییٰ بن سعید قطان استاد بخاری کا قول تھا کہ
میں ان (امام جعفر صادقؑ) سے کھٹکتا ہوں۔ امام مالک نے کوئی روایت
امام موصوف سے نقل نہیں کی۔ اور اگر کسی جگہ کوئی روایت ان سے بیان کی

تو دوسرے راوی کو شریک کر لیا ہے۔ تنہا ان کی روایت پر اعتماد نہیں کیا ہے۔
(میزان الاعتدال جلد ۱ صفحہ ۱۸۶)۔

مرزا حیرت دہلوی اس اعتراض کا کہ بخاری نے امام جعفر صادقؑ
سے کیوں روایت قبول نہیں کی؟ کا جواب یوں دیتے ہیں کہ عام طور پر یہ بات
مشہور تھی کہ امام جعفر صادقؑ شیخین کو اچھا نہ جانتے تھے۔

ابن تیمیہ اپنی کتاب منہاج السنہ میں لکھتے ہیں ائمہ اربعہ یعنی شافعیؒ،
مالکؒ، احمد بن حنبل اور امام اعظم نے قواعد فقہ میں جعفر صادقؑ سے کچھ نہیں
لیا اور اگر کسی جگہ کوئی حدیث وارد کی ہے تو اسی طرح جیسے عام راویوں سے
نقل کی گئی ہیں اور دیگر اشخاص کی روایات بمقابلہ ان (امام جعفر) کے دگنے
چوگنے بلکہ کثیر التعداد ہیں اور اگر منقولات زہری کا امام جعفر صادقؑ کا مقابلہ
کیا جائے تو روایات زہری منقولات جعفر سے قوی تر ثابت ہوں گی۔

ابلیس نما امام

اب چونکہ سنیوں کے شیخ الاسلام نے اپنے
امام زہری کو ہمارے امام جعفر صادق علیہ السلام پر
فوقیت دی ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ زہری صاحب کا تھوڑا
تعارف خود سنی علماء ہی کی زبانی کرا دیا جائے۔ چنانچہ امام ذہبی اپنی
"میزان" میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت زہری تدلیس کیا کرتے تھے
شیخ عبدالحق محدث دہلوی ان کے بارے میں شرح مشکوٰۃ میں لکھتے
ہیں کہ زہری بوجہ قلت دیانت امیروں کی صحبت میں رہا کرتے تھے (اور
ان امراء سے مراد بنی امیہ ہے) لہٰذا ان کے ہم عصر زاہد علماء نے ان سے
قطع تعلق کر لیا۔ اور ان پر اعتراض کیا کہ آپ سلاطین جور کا مخالطہ سے معاشرت
رکھتے ہیں۔ تو پھر زہری سے جواباً کہا کہ میں ان امراء کے امور خیر میں شریک

ہوں اور مکروہ معاملات سے بچا ہوں۔ اس پر علامہ نے جواب دیا کہ ان امیوں
کی محبت میں رہ کر مکروہ اُمورات کو دیکھنا اور اس پر خاموش رہنا کیا تمہارا جرم نہیں؟
سبطِ ابن جوزی نے تو حضرت زہری کو اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں خوشامدی قرار دیا ہے۔
سُنّیوں کی اَہلبیتؑ سے محبت کا خوب بھانڈا پھوٹتا ہے کہ زہری جیسے
فضلی جبیر کو صادقِ آلِ محمدؐ پر فوقیت دینے کے باوجود محبت کا دعویٰ کرتے
چلے جاتے ہیں۔ اگر محبت اِسی کو کہتے ہیں تو پھر عداوت کی تعریف کر دی جائے۔
عموماً حضرات اہلسنّت کہا کرتے ہیں کہ شریعت، طریقت، معرفت،
حقیقت چاروں علوم اہلبیتؑ سے علاقہ رکھتے ہیں۔ علم شریعت کو ابوحنیفہ
نے امام جعفر صادقؑ سے حاصل کر لیا اور طریقت وغیرہ باطنی علوم مشائخ صوفیہ
اہلسنّت کے حصہ آئے۔ اس بات کو جانتے ہیں اس طرح فروغ کر لینے
ہر علم کا فیض سُنّی بزرگوں کو حاصل ہوا ہے۔ مگر ہم بھی نکتہ رسی والی نگاہ
رکھتے ہیں۔ ہم نے بھانپ لیا ہے۔ کہ یہ ہر جا محض اپنے بزرگوں کی شان
بڑھانے کے لئے کیا جاتا ہے کہ عوام الناس کی نظروں میں ان علماء و فقہا کی
قدر بڑھ جائے۔ حالانکہ یہ معاملہ بھی بالکل اُلٹا ہے اور صرف لوگوں کی زبان پر ہی
اٹکا ہوا ہے۔ چنانچہ شریعت کی قلعی تو ہم اوپر اُتار چکے ہیں۔ اب فن التصوف
کی جانب توجہ فرمایئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ
نے جناب حسن بصری کو خرقہ پہنایا بالکل غلط ہے۔ شکر ہے خدا کا یہ بات
چند الفاظ ہی میں ثابت ہو گئی۔ ہاں آگے علماء و فقراء اہلسنّت کے حالات و
ارشادات سے وضاحت ہوتی رہے گی کہ ان کا اہلبیتؑ طاہرین سے کوئی
تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ سارے کالی رنگل سے مخالفت کر کے اپنے اپنے جھنڈے
گاڑتے رہے ہیں۔ جب حضرات اہلسنّت کو اپنے اس منہج کا بھید کا

حال معلوم ہوگا کہ اکابر صوفیا و علماء اہلسنّت جن کو یہ لوگ علومِ اہلبیت کے چھتہ
بتاتے ہیں ان کی تعصب کی انتہا نہ رہے گی اور بضعف مزاج تسلیم کرلیں گے کہ ان کا
تمسّک بالثقلین ہونے کا دعویٰ بالکل کھوکھلا ہے۔
خود شاہ ولی اللہ صاحب ہی کو لیجئے آپ جناب علی علیہ السلام کے
بارے میں لکھتے ہیں کہ علیؑ جو زاہد ترین امت تھے مگر شیخین (ابوبکر و عمر) کے
زمانے ان (علی) کا زہد کھوٹا ہوا تھا کیونکہ شیخین نے حصول خلافت
میں کوئی تدبیر نہیں کی اور علی ہمیشہ اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرتے
رہے کہ وہ خلیفہ بن جائیں (یعنی خلافت کے حریص تھے)۔

حرص و جہالت اور محبت

بظاہر یہ بات معمولی نظر آتی ہے لیکن اہل علم اس نکتہ سے واقف
ہیں کہ کس بے بنیاد الزام کی آڑ میں شاہ صاحب نے شیخین کی فضیلت بیان
کی ہے۔ صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ تم لوگ عنقریب حرص امارت
میں مبتلا ہو گے مگر یہ حرص قیامت میں تم کو ندامت دینے والی ہوگی۔ اب
حضرت علیؑ کو خلافت کا حریص ظاہر کر کے اور شیخین کو اس جرم سے بچانے کی
خاطر لوگوں کو یہ تبلیغ دی ہے کہ معاذ اللہ علیؑ بوجہ حرص امارت روزِ قیامت
نادم ہوں گے۔ لیکن دیگر حضرات جنہوں نے خفیہ سازشوں سے اقتدار پر
غاصبانہ قبضہ کیا ان کی یہ جد و جہد زمرہ زہد میں شمار کی گئی ہے، محبت کا ثبوت
دیا شاہ جی صاحب نے!
ہم نے گذشتہ صفحات میں امام صادقؑ کے نا معتبر ہونے کا سُنّی
نظریہ بشہادت ثابت کیا اسی طرح امام ہشتم جناب علی ابن موسیٰ الرضاؑ
کے بارے میں بھی سُنّی علماء کا ایسا ہی اعتقاد ہے ثبوت کے لئے ملاحظہ

فرمایئے۔ میزان الاعتدال علامہ ذہبی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ میں لکھا ہے کہ امام ابن طاہر کا قول تھا کہ وہ (امام رضا) اپنے باپ موسیٰ کاظم سے عجیب عجیب باتیں خلافِ قیاس نقل کیا کرتے تھے۔ اسی جگہ ذہبی نے لکھا ہے۔ دارقطنی ابنِ حبان سے نقل کرتے ہیں کہ امام اپنے باپ سے عجائبات نقل کرتے تھے اور ان کو وہم وخطا ہوتا تھا۔ اسی طرح امام نہم حضرت محمد تقی کو سنیوں نے ایسا بے اعتبار سمجھا ہے کہ فہرستِ راویانِ صحاح بھی سے ان کا نام خارج کر دیا گیا ہے۔ دسویں امام علی نقی علیہ السلام اور گیارہویں امام حسن عسکری علیہ السلام کی بابت سنیوں کے حجت الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ کی دوسری جلد کے صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ ابن ابی اسمٰعیل طبری اور ابراہیم حربی بخاری عسکریین یعنی امام نقی و امام حسن عسکری سے زیادہ دینِ اسلام کے ماہر تھے۔ دونوں اماموں پر واجب تھا کہ ان میں سے کسی ایک کو اپنا استاد بناتے تاکہ قواعدِ اسلام ان کو معلوم ہو جاتے۔

اسی طرح علامہ سیوطی نے لآلی مصنوعہ کے صفحہ ۲۳۱ پر لکھا ہے کہ الحسن العسکری لیس بشیٔ۔ یعنی معاذ اللہ امام حسن عسکری کوئی شے نہ تھے۔ کتاب مختصر تنزیہ الشریعۃ کے صفحہ ۱۵۵ پر سنی شیخ رحمت اللہ علیہ حنفی نے ایک حدیث پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند میں حبۃ اللہ اور حسن عسکری ہیں۔ان دونوں میں سے کسی ایک نے یہ گھڑا ہے۔ نیز اسی کتاب میں جھوٹے وضاع اور سارق راویوں کی فہرست لکھی ہے جس میں امام حسن عسکری کا نام بھی لکھا ہے۔ اور حضرت کے متعلق یہ جملہ بھی لکھا گیا ہے کہ ان کی روایات جھوٹی ہیں۔ الغرض اگر صرف علامہ ذہبی کی کتاب میزان الاعتدال ہی میں ائمہ اطہار کے بارے میں علامہ موصوف کے

اقوال دیکھ لئے جائیں تو وہ یہ فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہیں کہ مذہب سنیہ میں ائمہ اہلبیت کا اعتبار و اقتدار کس حیثیت کا حامل ہے۔

ایسی رکیک تحریریں اور باطل اقوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ سنی حضرات جو اہلبیت کو ماننے کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔ یہ کیسے مگر بے اعتبار غیر معتمد کاذب، سارق اور جاہل و وضاع۔ اور اگر ایسا ماننا ہی ماننا ہے تو پھر صاحب ہم ماننے لئے لیتے ہیں کہ جیسا اہلبیت کو سنی مانتے ہیں ہم معاذ اللہ اس ماننے کو ماننا ہی نہیں مانتے ہیں۔

مفسد محبوب

یہ باتیں تو متقدمین علماء کی ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو یہاں سے روانہ ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہے۔ آپ نے کوچ فرمانے سے قبل اپنی محبتِ آلِ رسول کا ثبوت اس طرح پیش کیا ہے ذرا ملاحظہ فرمایئے۔

"در امتِ مرحومہ منسوب بذریت حضرت مرتضیٰ فرق
فراوان بسیار شدہ اند مانند امامیہ و زیدیہ و اسماعیلیہ و
ناجیہ و باطنیہ و غیر ایشان و بحقیقت چندان تشعب
مذاہب و اختلاف آراء و تفرق در اصول و فروع کہ از
ذریت حضرت مرتضیٰ برخواستہ است ہیچ تشعبی و اختلافی
بوجود نیامدہ است و ہر یکے از ایشان وضع احادیث
برائے ترویج مذہب خود تجویز کردہ اند۔"

(کتاب قرۃ العینین صفحہ ۸۳)

شاہ جی نے کمال ایمان سے اپنے دل کی بات کرتے ہوئے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کی اولاد کی گردن پر تمام برائیوں کی وزنی گٹھڑی

رکھ کر کمالِ محبت و سادات حق علم کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب ہم کہاں تک مذہب
اہلسنت کی اہلبیت اطہار سے محبت کی داستان کہیں، لاکھوں کی تعداد میں
معاملات کتابوں میں ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔ جو اہلسنت کے ہاں درج
ہیں جن کو معلوم کرکے کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ
مذہب سنیہ کی دینیات کے خزانے میں خزینۂ علم و حکمت، معدنِ رسالت و
نبوت یعنی اہلبیت طاہرین کا بھی کچھ حصہ ہے اگر کسی جگہ پر تذکرہ مل بھی جاتا
ہے تو پڑتال کرنے پر جعلی ثابت ہو جاتا ہے۔

پھر اپنے اہلسنت علماء اس حقیقت کے برملا اقرار سے ہرگز نہیں
گھبراتے ہیں کہ ان کے مذہب کو ائمۂ اہلبیت سے کوئی ربط نصیب نہیں
ہے۔ بلکہ انہوں نے کھل کر اعتراف کیا ہے۔ ائمہ ان کی نظر میں نہ ہی معصوم
ہیں اور نہ ہی معتبر۔ مثلاً مشہور اہلسنت علامہ جلال الدین دوانی اپنے
شرح عقائد عضدی صفحہ ۔۔ میں اپنے فرقہ کو ناجی ثابت کرنے اور دیگر فرقوں کو
گمراہ قرار دینے کی بحث میں لکھتے ہیں کہ اشاعرہ ان احادیث سے تمسک کرتے
ہیں جو کہ رسول اور ان کے اصحاب سے مروی ہیں۔ اور بلا ضرورت انکے
ظواہر سے تجاوز نہیں کرتے اور اپنی عقل پر اعتماد کرتے ہیں۔ معتزلہ اور
ان جیسے دوسروں کی مانند نہ اس عقل پر بھروسہ کرتے ہیں جو غیر نبی اور
ان کے اصحاب سے ہو جس طرح کہ شیعہ پیروی کرتے ہیں۔ ان احادیث کی
جو کہ ان (شیعوں) کے اماموں سے مروی ہیں۔ اس لئے کہ انہیں (شیعوں)
کو ائمہ کی عصمت کا اعتقاد ہے۔

صحیح بخاری مطبوعہ دہلی کتاب النکاح صفحہ ۷۶۲ کے حاشیہ میں
ائمہ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبل کا عقیدہ اس طرح لکھا گیا ہے وہ

جنگ صفین، جنگ جمل، جنگ نہروان وغیرہ کے فتنوں و فسادوں کے معاملہ
میں حضرت امیر کو غلطی پر سمجھتے تھے اور ان کے مخالفین کو مسلکِ راست پر
چلنے والے سمجھتے تھے (استقصاء الافحام جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۳)۔

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ تمام اہلبیت حضرت ابوطالب کو مومن
سمجھتے ہیں۔ لیکن اہلسنت آج تک ان کے ایمان میں شک کرکے اہلبیت کی
مخالفت کر رہے ہیں اور جناب ابوطالب کو صرف اسی لئے بے ایمان کہا جاتا
ہے کہ وہ والدِ علی علیہ السلام تھے جو مخالفِ بزرگانِ ثلاثۂ اہلسنت تھے۔

آپ حضرات ان باتوں کو محض علمی و اعتقادی اختلافات کی حدود میں
مقید نہ فرمائیے اور نہ ہی کسی خاص گروہ یا ذات کے انفرادی نظریات خیال
فرمائیے بلکہ اس گہری چال کو بہ نظر عمیق مطالعہ فرمائیے اور اس سیاسی سازش
کے دور رس نتائج پر گہری نظر رکھیے۔ علمائے اہلسنت نے ہر وہ حربہ آزمایا
ہے اور اپنی ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے کہ دنیا اہلبیت اطہار علیہم السلام
سے متنفر ہو سکے۔ بلکہ ولی اللہ محدث جیسے لوگوں نے تو ذلت خاندانِ پیغمبر
مشیتِ خدا ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:۔

"حکمتِ الٰہی میں اسی طرح گزرا تھا کہ عقبِ مرتضیٰ اور اُنکی
اولاد تا قیامت معتقد رہیں اور جو شخص ان میں مدعی
خلافت ہو وہ مخذول و مغلوب ہو کر قتل و غارت ہو جائے۔"

(کتاب اعجاز داؤدی)

اسی طرح ان پاک اور متقی نفوس کے ذاتی کرداروں پر بھی نابستہ
سے جملے ایسے کئے ہیں اور ایسی ایسی توجیح و تشریح روایات و تشنیع کی ہیں
کہ عام ذہن میں فوراً تذلیل اہلبیت کے جذبات ابھر آتے ہیں مگر یہ تو

شانِ خداوندی ہے کہ خدا کے نور کو پھونکوں سے نہیں بجھایا جا سکتا۔

اہلبیت کو زبانی کلامی ایک بار ماننے والے اور خود کو آلِ عبا کے متوالے کہنے والے مسلمان ایک طرف آلِ رسول کے زہد و تقویٰ کی باتیں کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ ان ہستیوں کو مرتکب کبائر اور فاسق و فاجر و کافر و مشرک بھی جانتے ہیں۔ جب ہم ایسے پر تضاد بیانات دیکھتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ جس طرح شکاری کسی پرندے کو شکار کرنے کے لئے دانہ و دام کا بندوبست کرتا ہے اسی طرح حضرات سنیہ نے روایات پاکبازی کو دانہ دانہ کے طور پر پھیلایا ہوا ہے اور جھوٹی اصل فسق و فجور کی روایات کے جال میں پھنسانا ان کا مطلوبہ مقصدِ شکار ہے۔ اب ایک معمولی مثال بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

صحاحِ ستہ کی ایک صحیح ترمذی شریف ہے۔ اس میں حضرت علی کے بارے میں لکھا ہے آپ نے معاذ اللہ شراب نوشی کر کے نماز پڑھائی اور قرآن مجید کی آیات کی غلط تلاوت کی۔ اصل عبارت اس طرح ہے۔

حدثنا عبد بن حميد عن عبد الرحمن بن سعد عن ابي جعفر الرازي عن عطاء عن ابن السائب عن ابي عبد الرحمن السلمي عن علي ابن ابي طالب قال صنع لنا عبد الرحمن بن عوف طعاما فدعانا وسقانا من الخمر فاخذت الخمر منا وحضرت الصلوة فقدموني فقرأت قل يا ايها الكافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون فانزل الله يا ايها الذين آمنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون هذا حديث حسن غريب صحيح۔

ایک طرف یہ بات فریقین میں مسلّم ہے کہ حضرت حیدرِ کرار نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا اور اسی لئے سُنّی بھائی ان کو "کرم اللہ وجہہ" لکھتے ہیں نہ ہی حضرت علی مرتکب کبائر ہوئے۔ مگر علماء و محدثین اہلسنت ایسے مخلص و عقیدت دارانِ مودتِ اہلبیت ہیں کہ ان کو شرابی بتا رہے ہیں بلکہ حرمتِ شراب کا باعث آپ کی شراب نوشی کا اعتقاد کرتے ہیں اور "لا تقربوا الصلوۃ" کا سببِ نزول واقعہ مذمومہ بیان کرتے ہیں۔

لگے ہاتھوں بخاری جی سے بھی ملاقات کرتے چلیں۔ امام صاحب نے تو ترمذی کو کہیں پیچھے چھوڑ کر حضرت علی علیہ السلام سے اپنی محبت و عقیدت کا فرمانبرداری کا والہانہ اور وارفتگانہ اظہار کیا ہے آپ بھی زیارت کر لیجئے۔

بظاہر سنی بھائی بھی کہتے ہیں کہ خاندانِ رسول سخاوت، عبادت، شجاعت اور دیگر مراتب میں اپنا ثانی نہیں رکھتا مگر درحقیقت پردہ اہلبیت کا ایسا نقشہ ان کے دلوں پر نقش ہے جس کی ایک ایک لکیر ان کے محبت و عقیدت کے بجے ہوئے ڈھول کا پول کھولتی ہے۔

جناب امام اہلسنت بخاری صاحب لکھتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت علی علیہ السلام عبادتِ خدا میں نہایت سست اور کاہل تھے۔ اگر رسولِ خدا ان کو عبادت اور یادِ خدا کی طرف رغبت دلاتے تھے تو معاذ اللہ آپ حضورؐ سے لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ آپ بے ادبی و گستاخ طریقے سے پیش آتے تھے (نقل کفر کفر نباشد) بخاری ذیلین باین طرز ہے کہ ایک روز حضور صلعم جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ اور نماز تہجد پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت امیر نے نماز پڑھنے سے صاف انکار کر دیا اور حضورؐ کو مایوس کن جواب دیا کہ ہم سوائے واجب و فرض نماز کے

اور کوئی نماز نہ پڑھیں گے۔ رسول اکرم انتہائی لاچاری و بے بسی کے عالم
میں ماتم کرتے یعنی رنج اٹھاتے گھر سے واپس پلٹے اور فرمایا کہ بیشک انسان اکثر
جھگڑالو ہے۔ یہ واقعہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی تحفۂ اثنا عشریہ
میں بھی نقل کیا ہے۔ اب اس روایت کی روشنی میں جو کہ حضرت علی و
فاطمہ کو منکر نماز، گستاخ نبی، نافرمان رسول، موذی پیغمبر اور مفسد
دین ثابت کرتی ہے۔ ہر مسلمان باایمان سے فیصلہ کرے کہ کیا ایسے کردار
والا شخص مسلمان عام بھی کہلوانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ میں تو ہرگز اس
شخص کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں جس نے رکن دین کا کفر
کیا: نبی سے جھگڑا کر کے ان کو اذیت دی کہ آپ کو ماتم کرنا پڑا۔ اہل عقل و
انصاف فیصلہ فرمائیں کہ بحوالہ بخاری شریف علی و فاطمہ کے باہم تکرار و
فساد کی روشنی میں بمطابق اہلسنت خاندان رسول کا کیا مرتبہ و مقام تھا۔
ایسی ذلت آمیز اور حقارت سے پُر روایات کی موجودگی میں سُنی حضرات اگر
محبت آل محمد اور اتباع اہلبیت اظہار کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ صرف
ایک مضحکہ خیز اور تمسخر انگیز حرکت ہے بلکہ شیعیت و انصاف کو حیرت زدہ کرنے
سے سعی بلیغ ہے۔

پس بیان بالا پر نظر رکھ کر از راہ مہربانی غور کیجئے کہ جس گروہ
کے نظریات و عقائد اہلبیت کے بارے میں ایسے ہوں وہ کیسے اپنے آپکو
ان پاکوں کے تابع فرمان اور محبت داران کہنے کے مجاز ہو سکتے ہیں
باقی صاحب ماننے والے کا تو ہاتھ بھی پکڑا جا سکتا ہے۔ مگر کہنے والے
کی زبان تالو نہیں کی جا سکتی ہے۔ منہ ہی مارتا ہے جو مرضی ہے کہتے رہیے مگر
سچی بات ہمیشہ زبان پر آ ہی جایا کرتی ہے۔ کیونکہ جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے

اور مذہب و شرع کو کاٹ قطعہ کر دیا کرتا ہے۔

عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملت اسلام کو تمام گمراہیوں سے
محفوظ رہنے اور ہمیشہ حق پرست رہنے کا واحد طریقہ یہ بتایا ہے کہ قرآن و
اہلبیت سے تمسک رکھا جائے۔ پیغمبر کی اس آخری وصیت کی اہمیت و
وقعت ہم نے اپنی کتاب "صرف ایک راستہ" میں سائنس و فنون کی روشنی
میں بیان کر دی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ کائنات کے جملہ مادی و روحانی
مسائل کا صرف ایک ہی ممکن حل ہے کہ ذی حیات انسان تمسک بالثقلین کی
نصیحت ابدی پر عمل کریں۔ اب جب خود مذہب اہلسنت میں اہلبیت کا
اقتدار و اعتبار و کردار ثابت نہیں ہوتا ہے اور انہوں نے عملاً حکم رسول
کے خلاف اہلبیت کو بالکل ہی تسلیم ہی نہیں کیا ہے بلکہ اپنے لئے ایک علیحدہ
مسلک تجویز کر کے مسجد ضرار کی بنا رکھی ہے لہذا اس حکم عدولی رسول مقبول کا
حساب یہ نازل ہوا ہے۔ ان کا مذہب نہ ہی عقل کے قریب ہے اور نہ ہی
نقل سے علاقہ رکھتا ہے۔ البتہ شکل کہہ سکتے ہیں۔ یہ شکل کیسی ہے اسکا نظارہ
کر لیجئے۔ مثل مشہور ہے کہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" فرقہ اہل حدیث جسے
لوگ وہابی کہتے ہیں اہلسنت والجماعت کا غیر مقلد گروہ ہے۔ اس جماعت
کے علماء نے چند ان مسائل کو دکھلایا ہے جو کہ مقلدین ائمہ اربعہ اور بالخصوص
حنفی گروہ کے ہاں جاری ہیں۔ بہ نظر تسکین ناظرین و نشاط خاطر قارئین ایک
منظر پیش کیا جاتا ہے جس سے ابوحنیفہ صاحب کے رنگین اسلامی لباس

کی زیارت ہو گی۔

شافعی و حنفی طریقہ نماز

سلطان محمود غزنوی پہلے امام اعظم کے مقلد تھے مگر بعد میں ان کا میلان امام شافعی کی طرف ہو گیا تھا۔ چنانچہ دونوں اماموں کے مقلدین نے اپنے مذہب کی خوبیاں اور دوسرے کی برائیاں بیان کیں۔ چونکہ ہر فریق سلطان کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ آخر کار یہ تصفیہ ہوا کہ ہر مسلک کے طریقہ پر دو دو رکعت نماز ادا کی جائے۔ قفال نامی ایک صاحب دونوں مذاہب سے واقفیت رکھتے تھے لہذا یہ ذمہ داری ان پر ڈالی گئی۔ انہوں نے پہلے قاعدہ شافعی سے نماز ادا کی اور بعد میں حنفی طریقے سے اس طرح کہ پہلے کھجور کے پانی (شراب) سے وضو کیا، بغیر نیت کے کہ پہلے بایاں پیر دھویا پھر دایاں اور یہی طریقہ ہاتھوں کو دھونے میں استعمال کیا منہ الٹا ہی دھویا ٹھوڑی سے پیشانی تک، بعد وضو بجائے عبا کے کتے کی دباغت کی ہوئی کھال اوڑھ لی اور اسکے چوتھائی حصے پر ظاہری نجاست پیشاب، منی وغیرہ لگائی یعنی ظاہری و باطنی نجاست کا ثبوت دیا۔ اب اس لباس سے آراستہ ہو کر رو بقبلہ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کی بجائے فارسی میں، کہا "اللہ بزرگ" اور الحمد اور قل شریف کی بجائے ایک آیت مدہامتان ترجمہ دو برگ سبز کہہ کر بجائے رکوع جھکا اور سجدہ بلا جلسہ استراحت اطمینان جلدی جلدی اس طرح بجا لائے جیسے کوا ٹھونگیں مارا کرتا ہے۔ سلام کی جگہ ایک گوز چھوڑا۔ سلطان محمود غزنوی کو یہ حرکات دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ قفال سے ان باتوں کے اثبات طلب کئے۔ اس نے تمام کتابیں پیش کر دیں۔ ناظرین کی تشفی و اطمینان کے لئے ہم بھی ان امور کی نشاندہی کر دیتے

ہیں تاکہ متلاشیان حق کی جستجو میں آسانی ہو جائے۔

(۱) کتے کی دباغت شدہ کھال کا مسئلہ جس سے نماز جائز ہے۔ دیکھئے ہدایہ فارسی ترجمہ مطبوعہ نولکشور جلد ۱ صفحہ ۲۴، شرح وقایہ عربی مطبوعہ نولکشور صفحہ [illegible]

(۲) چوتھائی لباس نجاست آلود پہن کر نماز پڑھنا، دیکھئے ہدایہ فارسی ترجمہ مطبوعہ نولکشور جلد ۱ صفحہ ۴۸۔

(۳) کھجور کے پانی سے وضو کرنا، دیکھئے ہدایہ کتاب مذکورہ صفحہ ۲۵۔

(۴) وضو بلا نیت کرنا، دیکھئے تفسیر فتح القدیر مطبوعہ نولکشور جلد ۱ صفحہ [illegible]، عینی شرح ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۶، مطبوعہ نولکشور۔

(۵) نماز فارسی میں پڑھنے اور اللہ اکبر کی جگہ خدائے بزرگ کہنے کی ہدایت، ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ نولکشور۔

(۶) نماز میں ایک چھوٹی سی آیت مثل "مدہامتان" پڑھ لینا۔ دیکھئے فتاوائے عالمگیریہ جلد ۱ صفحہ ۲۵، مطبوعہ دہلی۔

(۷) رکوع و سجود میں طمانیت نہ کرنا یعنی اول میں برائے نام جھکنا اور ثانی میں ٹھونگیں مارنا۔ دیکھئے فتاوی قاضی خاں جلد ۱ صفحہ [illegible] مطبوعہ نولکشور۔

(۸) سلام کی جگہ گوز مارنا، دیکھئے ہدایہ مذکورہ جلد ۱ صفحہ ۹۲۔ اور شرح وقایہ صفحہ [illegible] کنز الدقائق کلاں چھاپہ دہلی صفحہ ۳۰ و ۳۱۔

حکم رسول کی سرتابی باعث گمراہی و ضلالت

چونکہ مذہب حنفیہ کے پیروکاروں نے عملاً اہلبیت کا دامن چھوڑ رکھا تھا لہذا ان کے مذہب میں ایسے ایسے مکروہ مسائل پیدا ہو چکے ہیں کہ جنکے

معاذ اللہ ان کی مذہبی عزت کا جنازہ نکل جاتا مگر اب آپ بھی دیکھئے کہ کس دھوم سے جا رہا ہے۔

(۱) شیعی حضرات سور کے بال پاک جانتے ہیں۔ (ھدایہ مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۳۹)

(۲) عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر مباشرت کرنا جائز ہے (فتاویٰ بربنہ مطبوعہ لاہور جلد ۲ صفحہ ۱۸)

(۳) کتے کو بغل میں دبا کر نماز پڑھنا کوئی عیب نہیں ہے۔ (غایت الاوطار ترجمہ اردو درِ مختار مطبوعہ صدیقی ص۱۰۳)

(۴) کتے کی کھال کا ڈول بنا کر پانی پینا اور جائے نماز تیار کرنا درست ہے۔ (غایت الاوطار مذکورہ ص۱۰۴)

(۵) اگر ماں، بہن سے نکاح کرلیں اور ان سے ہمبستر ہوں تو وہ "زنا" نہیں ہے نہ اس پر "حد شرعی" قائم ہو سکتی ہے (ھدایہ مطبوعہ مصطفائی جلد ۲ صفحہ ۶۶۶)

(۶) اگر ایسی لڑکی سے آپ نکاح کرے جو بوجہ حرام پیدا ہوئی تو جائز ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۷۰)

(۷) رنڈیوں کی خرچی جائز ہے (فتاویٰ قاضی خان جلد ۴ صفحہ ۴۰۶، کنز الدقائق ص۱۶۸)

(۸) خون و پیشاب سے آیات قرآنی لکھ سکتے ہیں (فتاویٰ قاضی خان مطبوعہ نولکشور جلد ۴ صفحہ ۳۶۳)

(۹) اگر کو پیاسے تک شراب پی جائے اور نشہ نہ ہو تو جائز ہے، (فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ دہلی جلد ۵ صفحہ ۱۵)

(۱۰) شراب سے وضو جائز ہے (ہدایہ مترجم فارسی مطبوعہ نولکشور جلد ۱ صفحہ ۲۸)

(۱۱) حالت روزہ میں اگر مردہ یا جانور سے جماع کرلیا جائے، اور انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا (فتاویٰ قاضی خان جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ نولکشور)

(۱۲) سور کی چربی، کھال، ہڈی، منی وغیرہ سب حلال ہیں صرف گوشت حرام ہے (رحمۃ الامۃ صفحہ ۸ و ۱۰)

(۱۳) کپڑے پر لگی ہوئی منی کو دھونے کی ضرورت نہیں، ناخن سے کھرچ لینا کافی ہے (بحوالہ اصلاح جلد ۱۲ نمبر ۱۰)

(۱۴) مینڈک، دریائی کتا، دریائی سور، غرضیکہ تمام آبی جانور حلال ہیں (حیوۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۲۶)

(۱۵) چیل، کوا، گود، لومڑی وغیرہ حلال ہیں (رحمۃ الامۃ ص۲۰)

(۱۶) رشوت اور شطرنج بازی حلال ہے (رد المختار بحوالہ اعجاز داؤدی ص۷۷)

(۱۷) کل اھاب دبغ فقد طہر وجازت الصلوٰۃ فیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والآدمی یعنی ہر کھال جو دباغت سے پاک ہوسکتی ہے اور نماز و وضو اس سے جائز ہے مگر آدمی و سور کی کھال پاک نہیں ہوسکتی یعنی کتے، بلی، چیتے وغیرہ سب کی کھالیں پاک ہوگئیں (شرح وقایہ بحوالہ اعجاز داؤدی ص۷۷)

(۱۸) اذا صلی علی جلد کلب او ذئب قد ذبح جازت الصلوٰۃ یعنی کتے اور بھیڑیے کی کھال پر نماز جائز ہے بشرطیکہ ان کو ذبح کرلیا جائے (فتاویٰ قاضی خان جلد ۱ صفحہ ۸ مطبوعہ نولکشور)۔

لیجئے یہاں قید دباغت بھی اٹھ گئی، اور پھر کتے و بھیڑیے کا

ذبح کرنا بھی ثابت ہو گیا۔ (فتاویٰ قاضی خاں جلد ۴ صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ نولکشور)

(۱۹) اما اذا ذبح بالتسمیۃ وصلی مع لحمہ وجلدہ قبل الدباغۃ یجوز الا الخنزیر اذا ذبح بالتسمیۃ لا یطہر واما اذا دبغ جلدہ ففی ظاہر الروایۃ عن اصحابنا لا یطہر وعلیہ عامۃ المشائخ وروی عن ابی یوسف یطہر ویجوز بیعہ یعنی "بسم اللہ" کہہ کر جس جانور کو بھی ذبح کریں، اس کا گوشت اور کھال بغیر دباغت کے پاک ہے اور اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ سوائے سور کے کہ وہ بسم اللہ اور دباغت سے بھی پاک نہ ہوگا۔ اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے مگر امام ابی یوسف کے نزدیک وہ طاہر ہے اور اس کا فروخت کرنا جائز ہے۔ (منیۃ المصلی مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۲)

(۲۰) لو لفت الحشفۃ بثوب او غیرہ لم یجب الغسل کما فی الجلالی۔ یعنی اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹ کر مباشرت کی جائے تو غسل واجب نہیں، ایسا ہی "جلالی" میں ہے (جامع الرموز مطبوعہ نولکشور صفحہ ۔۔)

(۲۱) لو جامعہا بخرقۃ علی ذکرہ لا یثبت الحرمۃ کما فی الخلاصۃ۔ یعنی اگر عورت سے کپڑا لپیٹ کر مخصوص عمل کرے تو اس کی حرمت ثابت نہیں کتاب خلاصہ میں اسی طرح درج ہے۔ (کتاب کنز الدقائق باب النکاح)

(۲۲) ان اولج الحشفۃ فی القبل والدبر ملفوفہ بخرقۃ فان وجد الحرارۃ اللذۃ وجب الغسل والا فلا۔ یعنی اگر کپڑا لپیٹ کر حشفہ کو آگے یا پیچھے کی راہ میں داخل کرے تو

بصورت لذت غسل واجب ہے اور اگر کچھ معلوم نہ ہو تو نہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (حاشیہ چلپی شرح وقایہ)

(۲۳) جو کوا دانہ کھاتا ہو اور مردار بھی کھاتا ہو حلال ہے۔ (تمیز الاحکام در بیان حلال و حرام مطبوعہ مطبع احمدی دہلی صفحہ ۔۔)

(۲۴) امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے مطابق "الو" بھی حلال ہے۔ (حوالہ مذکورہ صفحہ ۔۔)

(۲۵) شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ کید ہشتاد و پنجم صفحہ ۱۱۰ میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرات ائمہ در زمان خود اہم مقدمات سلوک و طریقت را ساختہ اند و مقصد شریعت را بر ذمہ یاران رشید و مصاحبان حمید خود حوالہ فرمودہ"

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ در بارۂ شریعت اہلسنت نے ائمہ اہلبیت سے کوئی ہدایت حاصل نہیں کی ہے بلکہ ان کے یاروں دوستوں ابو حنیفہ وغیرہ کا شریعت میں اتباع کیا ہے۔

اب جبکہ خود مسلسل علمائے اہلسنت اقرار کرتے چلے آرہے ہیں کہ ان کے مذہب کے بانی ائمہ اہلبیت نہیں ہیں بلکہ دیگر یاران ہیں تو پھر ہم کیسے ان کا زبانی کلامی دعویٰ تمسک بالثقلین صحیح مان لیں۔ ہم مجبور ہیں کہ دنیا کو علانیہ بتا دیں کہ ہمارے سنی بھائیوں نے اہلبیت کا پاک دامن چھوڑا اور اس لاتعلقی ہی کا نتیجہ ہے ان کے مذہب میں نجاست کے ڈھیر نظر آتے ہیں جنہیں لاکھ چھپانے کی کوشش کی جائے۔ قوت شامہ اس بوئے بد کو ضرور سونگھ لیتی ہے۔

اب ہم پنجتن پاک سے متعلق محبت کا ایک موازنہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس سے سنی بھائیوں کی اہلبیت سے محبت اور شیعوں کی مودت کا بخوبی اندازہ قائم ہو جائے گا اور اس سلسلہ ہم اولاً حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک کے ذکر سے شروع کرتے ہیں:

سرکارِ رسالتمآب سے محبت

شیعہ نظریات

(۱) شیعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معصوم مانتے ہیں۔ آپ کے کسی قصداً یا سہواً صغیرہ یا کبیرہ گناہ کا سرزد ہونا ممکن نہیں جانتے۔

(۲) حضورؐ کو نور اور پیدائشی نبی و رسول تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) آپؐ پر شیطان کا قابو تسلیم نہیں کرتے۔

(۴) آپؐ کے والدین کو مشرک نہیں مانتے ہیں۔

(۵) آپؐ کو عادل و منصف اعتقاد کرتے ہیں۔

(۶) آپؐ کو حلیم سمجھتے ہیں۔

(۷) آپؐ کا ہر قول و فعل سنت جانتے ہیں۔

(۸) آپؐ کو خلقِ عظیم مانتے ہیں۔

(۹) آپؐ کو عالم الغیب مانتے ہیں۔

(۱۰) آپؐ کو زندہ اعتقاد کرتے ہیں۔

(۱۱) آپؐ کو نجاستِ ظاہری و باطنی سے محفوظ مانتے ہیں۔

(۱۲) آپؐ نے منصبِ رسالت کے کار کو احسن طریقہ سے انجام دیا ہے۔

(۱۳) امت کو مکمل ضابطہ حیات بخشا ہے۔

(۱۴) ابدی ہدایت کا مکمل بندوبست فرمایا ہے۔

(۱۵) ہر لحاظ سے پورا اور مکمل دین، امت کو دیا ہے۔

(۱۶) حضورؐ کے بعد نہ ہی کوئی نبی و رسول آسکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا دین۔

(۱۷) آپؐ نے امت کو لاوارث ہرگز نہیں چھوڑا ہے بلکہ ثقلین کے حوالے کیا ہے تاکہ امت ہر گمراہی سے محفوظ رہے۔

(۱۸) آپؐ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اپنا قائم مقام بحکم خدا مقرر فرما دیا ہے۔

(۱۹) شیعہ کے نزدیک اتباعِ رسولؐ ہی دراصل اطاعتِ خداوندی ہے۔

(۲۰) شیعہ، سنتِ رسولؐ کے علاوہ کسی امتی کی سیرت کا اتباع نہیں کرتے ہیں۔

سنی نظریات

(۱) عقیدۂ اہلسنت کے مطابق حضورؐ سے گناہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ بیشتر مثالیں کتبِ سنیہ میں درج ہیں جن سے آنحضرتؐ کا معاذ اللہ گناہگار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں میری کتاب "فروعِ دین"۔

(۲) سنیوں کا عقیدہ ہے کہ حضورؐ چالیس برس کی عمر میں نبی بنے اور ایک عام بشر تھے۔

(۳) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مرقوم ہے کہ شیطان نے حضورؐ پر قابو پالیا۔ دیکھئے بخاری پ[illegible] حدیث [illegible] اور مسلم حصہ اول حدیث [illegible]۔

(۴) اَہلسنت کے عقیدے کے مطابق حضورؐ کے والدین و آباؤ اجداد جہنمی تھے۔ دیکھئے بخاری شریف۔

(۵) کتبِ اہلسنت کے مطابق آنحضرتؐ عادل و منصف نہ تھے بلکہ بے انصاف تھے۔ جیسا وہ ازواج کے معاملہ میں معاذاللہ بے انصافیاں کرتے تھے، تفصیل کیلئے دیکھئے صحیح بخاری جلد حدیث ۱۲ و ۱۳، اور جلد ۴ حدیث ۲۸۵۵ و ۲۸۵۶ صفحہ ۲۱۱۔

(۶) سُنی کہتے ہیں کہ حضورؐ اَن پڑھ و جاہل تھے جیسا کہ اُمّی کے معنی بھی لئے جاتے ہیں۔

(۷) سُنیوں کے نزدیک نبیؐ کا ہر قول و فعل قابلِ اتباع نہیں ہے بلکہ اہلسنت نبیؐ کی زندگی کے دو حصے کرتے ہیں ایک نبوی اور دوسرا غیر نبوی۔ جیسا کہ شبلی نعمانی اور ولی اللہ وغیرہ نے لکھا ہے۔ پہ تفصیل ملاحظہ کیجئے میری کتاب "صرف ایک راستہ" میں۔

(۸) سُنی کتب "صحاح ستہ" میں جو کردارِ رسولؐ کا دکھایا گیا ہے اُس کے مطالعہ کے بعد محمد شاہ رنگیلا بھی شرما گیا ہوگا۔ چند مثالیں دیکھئے میری کتاب "فروعِ دین" میں۔

(۹) حضور کو علمِ غیب ہونا تو کجا سُنی مذہب کے مطابق نبیؐ اسقدر بے خبر تھے کہ خیال میں وہ کوئی کام کر رہے ہوتے تھے جو کہ عملاً وہ نہیں کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے صحیح مسلم شریف جلد ۲۔

(۱۰) اَہلسنت کے نزدیک حضورؐ معاذاللہ مُردہ ہیں لہٰذا یارسول اللہ

کہنا شرک ہے۔ (حزب اللہ)

(۱۱) بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱ حدیث ۲۲۲ کے مطابق آنحضرتؐ کو معاذاللہ پیشاب وغیرہ کے چھینٹوں سے بچنے کی پرواہ نہ تھی۔

(۱۲) سُنی عقیدے کے مطابق حضورؐ کا رِ نبوت میں خامیاں کر جاتے تھے جن کی پھر خدا کو بذریعہ وحی اصلاح کرنا پڑتا تھا، خصوصاً خدا کو حضرت عمرؓ کی رائے پسند آیا کرتی تھی۔

(۱۳) سُنی مذہب کے مطابق حضورؐ دین کو اسطرح نامکمل چھوڑ کر گئے کہ وہ مادی و روحانی مسائل سمجھنے کافی ہوتا بلکہ ادھورا چھوڑ گئے جسے قیاس کی کہ رستانیوں نے مکمل کرنا ہے۔

(۱۴) حضورؐ اُمت کی ہدایت کا سلسلہ بند و ختم فرما کر نہ گئے بلکہ یہ کام اُمت کے سپرد کر گئے کہ جیسا ہو تعدد خیر دین کی جہاں تک موڑ لو۔

(۱۵) حضورؐ پورا دین بھی نہ کر سکے بلکہ صحابہ کے لئے گنجائش چھوڑ گئے کہ وہ اپنے مختلف اجتہاد سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے رہیں۔ تاکہ اُمت میں اختلاف خوب بڑھ جائے کیونکہ اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔

(۱۶) حضورؐ کے بعد نبی و رسول آنے یا نہ آئے لیکن خلفاء راشدین پر الہام ضرور ہوا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب "فروعِ دین"۔

(۱۷) سُنی عقیدے کے مطابق گروہِ انبیاء کا نہ ہی کوئی وارث ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کے وارث ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضورؐ اُمت کو بھی لاوارث ہی چھوڑ گئے ہیں۔

(۱۸) رسولؐ نے اتنے بڑے مسئلہ میں خاموشی اختیار کر کے اُمت کے

ذریعے کا چکا لیا ہے اور چودہ سو سالوں سے گوشت و خون کا نظارہ دے رہے ہیں جس کی اہمیت حضرات شیخین کے نزدیک دفنِ رسولؐ سے بھی ضروری تھی۔ یعنی آپؐ اپنا کوئی ولیعہد مقرر نہ کر گئے۔ اور دین کے اس ۲۳ سالہ محنت سے پرورش کردہ نونہال کو اپنے رحم و کرم پر چھوڑ گئے۔

(۱۹) سنیوں کے نزدیک رسولؐ کی اتباع سے زیادہ صحابہ کی پیروی ضروری ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے میری کتاب "فروعِ دین"۔

(۲۰) سنی: قرآن و سنت اور نظامِ مصطفٰےؐ کو ہرگز کافی نہیں سمجھتے، لیکن سیرتِ شیخین کو ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے مطابق اصل نظام "دینِ محمدؐ" نہیں بلکہ "نظامِ خلافتِ راشدہ" ہے۔ اس لئے کہ وہ قرآن و سنت کی کمی پوری کرتا ہے۔

محبتِ علیؑ

شیعہ نظریات

(۱) شیعیانِ اہلبیتؑ حضرت علی علیہ السلام کو اللہ کا ولی، رسولؐ کا وصی اور آپؐ کا "خلیفہ بلا فصل" اعتقاد کرتے ہیں۔

(۲) شیعہ جناب امیر علیہ السلام کو امام معصوم و منصوص مانتے ہیں۔

(۳) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مرتضیٰ علیؑ بعد از رسولِ اکرمؐ تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

(۴) شیعہ بمطابق ارشاد حضرت پیغمبرؐ، حضرت علیؑ کو علم و حکمت کے

شہر کا دروازہ مانتے ہیں۔

(۵) شیعہ کا اعتقاد ہے کہ محبتِ علیؑ جزوِ ایمان ہے۔

(۶) شیعہ ہر اس شخص سے عداوت رکھتے ہیں جس نے حضرت امیرؑ سے عداوت رکھی۔

(۷) شیعہ کے نزدیک علیؑ کی محبت عبادت ہے جیسا کہ حدیثِ رسولِ اکرمؐ سے ثابت ہے۔

(۸) حدیثِ نبویؐ کے مطابق شیعہ، بغضِ علیؑ کو منافقت کی نشانی سمجھتے ہیں۔

(۹) شیعہ کے نزدیک دشمنِ علیؑ، مومن نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱۰) قولِ رسولؐ کے مطابق شیعہ عقیدہ ہے کہ جس نے علیؑ کو گالی دی یا برا کہا اس نے رسولؐ کو گالی دی یا حضورؐ کو برا کہا۔

(۱۱) شیعہ کا عقیدہ ہے کہ جو علیؑ سے لڑا اس نے حدیث کے مطابق رسولِ کریمؐ سے لڑائی کی۔

(۱۲) شیعہ، حضرت علیؑ کو نفسِ رسولؐ مانتے ہیں۔

(۱۳) شیعہ ہر دشمنِ علیؑ کو مستحقِ لعنت سمجھتے ہیں۔

(۱۴) شیعہ، حضرت علیؑ کو مطیعِ خدا و رسولؐ سمجھتے ہیں۔

(۱۵) شیعہ، حضرت علیؑ کو "امام المتقین" مانتے ہیں۔ اور ان سے کوئی صغیرہ و کبیرہ گناہ کا ارتکاب منسوب نہیں کرتے۔

(۱۶) شیعہ، حدیثِ رسولؐ کے مطابق "ذکرِ علیؑ" کو عبادت تسلیم کرتے ہیں۔

(۱۷) شیعہ، حضرت علیؑ کو دین کا پیشوا حقیقی، ہادیٔ برحق، وارثِ کتاب و حکمت مانتے ہیں۔

(۱۸) شیعہ کی علیؑ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ذکرِ علیؑ سے اُنکے چہروں پر مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

(۱۹) شیعہ کی ہر محفل و مجلس کی زینت ذکرِ علیؑ ہے۔

(۲۰) شیعہ، حضرت علیؑ کو اسلام کا محسنِ اعظم سمجھتے ہیں۔

سنّی نظریات

(۱) —— سنّی بھائی "علیٌّ ولیُّ اللہ وصیُّ رسولِ اللہ و خلیفتہٗ بلا فصل" کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ خدا و رسول کے اس فیصلے کے خلاف دنیوی عدلیہ میں مقدمہ دائر کرتے ہیں تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے میری کتاب "علیٌّ ولیُّ اللہ"۔

(۲) سنّی، ہرگز حضرت علیؑ کو امام معصوم و منصوص اعتقاد نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو مملکتِ اسلامیہ کا چوتھا بادشاہ کہتے ہیں۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ فرمائیے "کتاب خلافت علیٰ منہاج نبوت" مولوی محمد امین خادم۔ یہ کتاب کامونکے ضلع گوجرانوالہ سے انجمن شبابِ اہلِ حدیث نے شائع کی ہے۔

(۳) سنّی حضرات عموماً فضیلتِ جنابِ امیر علیہ السلام کے ہرگز قائل نہیں ہیں، بلکہ ان کی اکثریت اصحابِ ثلاثہ کے بعد حضرت علیؑ کو افضل مانتے ہیں جب کہ کئی سنّی حضرت علیؑ کو معاذ اللہ معاویہؓ، یزید اور مروان کے برابر کا عام مسلمان سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے "کتاب خلافت علیٰ منہاج نبوت"۔ محمود احمد عباسی، عزیز احمد صدیقی، محمد بن البوزیہ بٹ وغیرہ ناصبی نے جناب امیر المومنینؑ کو

معاذ اللہ یزید لعنہ جیسے فاسق و فاجر کا ہم شخص سے بکثر ہونے کا تمغہ دیا ہے۔

(۴) سنّی، حضرت علی علیہ السلام کو جاہل اعتقاد کرتے ہیں اور حدیث مدینۃ العلم کا انکار کرتے ہیں۔ حدیث موصوفہ کے بارے میں سنّی علماء نے اس طرح لکھا ہے: "شاہ عبد العزیزؒ نے بھی اسے موضوع تحریر کیا ہے اور کسی محقق نے آج تک اسے صحیح نہیں کہا، بعض نام نہاد مفتی پیٹ کی خاطر یا رافضیوں کو خوش کرنے کے لئے گستاخی کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ صحیح ہے یا فلاں نے صحیح کہا فلاں نے کہا میرے عزیز خادم اہلسنت کا ذکر کر رہا ہے آجتک تمام محدثین اہلسنت کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔" (کتاب خلافت علیٰ منہاج نبوت صفحہ ۹۲)

(۵) سنّیوں کے نزدیک حضرت علیؑ کی محبت ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اہلسنت کے نزدیک قاتلِ حضرت علیؑ بھی مومن ہے۔ دیکھئے فقہ اکبر کی شرح ملا علی قاری حنفی۔ بلکہ بعض سنّیوں نے قاتلِ امیر المومنین کو مجتہد قرار دیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ کیجئے، میری کتاب فروعِ دین۔

(۶) سنّی ہر اُس شخص سے محبت رکھتے ہیں جو حضرت علی علیہ السلام سے عداوت رکھتا تھا مثلاً اصحاب ثلاثہ، معاویہ و عمرو بن عاص، بی بی عائشہ، طلحہ و زبیر و خالد وغیرہم بلکہ اہلسنت نے قاتلِ امیر المومنین عبد الرحمٰن ابن ملجم تک کی شان میں قصائد لکھے ہیں۔

(۷) سنّیوں کے لئے محبتِ علیؑ عبادت تو کجا مروت میں بھی شامل نہیں ہے کہ جس شخص کے نام میں علیؑ کا نام لگا ہو اسکو فوراً

رافضی سمجھ کر نفرت کرنے لگ جاتے ہیں بلکہ مشہور شاعر "علی بن جہم" کو افسوس ہوا کرتا تھا کہ اس کے باپ نے اسکا نام "علی" کیوں رکھا چنانچہ اس سُنی شاعر کے متعلق یافعی صفائی علامہ اہلسنت ابن خلکان اپنی کتاب وفیات الاعیان میں اسطرح لکھتے ہیں۔

انہ کان متعذ ورًا فی بغض علی واظہار الانحراف عنہ لان محبتہ لا یجتمع مع التسنن۔ یعنی علی بن جہم حضرت علی علیہ السلام سے اس لئے عداوت رکھتا تھا کہ آپ کی محبت تسنن کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی پس ناطق فیصلہ ہو گیا کہ اہل تسنن اور محبتِ علی کبھی ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔

(۸) اہلسنت والجماعت کے نزدیک بغض علی ایمان کیلئے ہرگز مضر نہیں ہے بلکہ محبتِ علی کے بغیر بھی مسلمان مومن ہو سکتا ہے جیسا کہ مشہور سُنی عالم مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں کہ علی مرتضیٰ سے محبت رکھنا ضروری دین و جزوِ ایمان کہا جاتا ہے جو بالکل غلط ہے۔ صوفی لوگ جو ان (علیؑ) کو اسلام و پیشوائے اولیاء کرام کہتے ہیں۔ یہ ان کا دھوکا ہے۔ (شہادت صفحہ ۱۳۹ و ۱۴۰)

(۹) شیعوں کے نزدیک کوئی شخص عداوتِ علیؑ کے بغیر مومن نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ سُنیوں کے امام احمد بن حنبل نے کہا ہے۔

الرجل لا یکون مومنا حتی یبغض علیاً۔ دیکھئے کتاب الالہیات صفحہ ۲۶ سطر ترجمہ: کوئی آدمی بلا بغض علیؑ "مومن" نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) سُنی بزرگوں نے کئی سال بر سرِ منبر جناب علیؑ اور اولادِ علیؑ پر

سَبّ و شتم کیا۔ دیکھئے تفصیلات "خلافت و ملوکیت کا تجزیہ" مولفہ خادم علی۔

(۱۱) سُنی ان تمام ناریوں کو معزز و محترم و رہنما اعتقاد کرتے ہیں۔ جو حضرت علی کے خون کے پیاسے تھے اور ان سے ساری عمر قتال کرتے بالواسطہ رسول سے نبرد آزما رہے مثلاً معاویہ۔ عمرو بن العاص۔ عبداللہ بن عمرو وغیرہم۔

(۱۲) سُنی "نفس رسول" کو (معاذاللہ) موذیٔ رسول کہتے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کا قصہ گھڑ کر جناب امیر علیہ السلام پر سُنیوں نے الزامات لگائے ہیں۔ نیز سُنی حضرات "آیتِ مباہلہ" کا انکار کر کے حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "مباہلہ" تو ہوا ہی نہیں ہے۔ اسی طرح کتنی روایات ایسی لکھتے ہیں جس سے جنابِ امیر کو ایذا رسانِ رسول کہا گیا ہے۔

(۱۳) سُنی کسی دشمنِ علیؑ پر لعنت کرنا جائز نہیں سمجھتے، بلکہ ہر دشمن کی صفائی و وکالت اجتہاد کی رضا و نزاکت سے کر کے ان کو مغفور و مرحوم ثابت کرتے ہیں۔

(۱۴) سُنی، حضرت علیؑ سے اس قدر پرخاش و کدورت رکھتے ہیں کہ آپ کو نافرمان و حکم عدولی رسول ثابت کرتے ہیں جیسا کہ مولوی محمد امین خادم نے اپنی کتاب خلافت علی منہاج النبوت کے صفحہ ۱۸۷ پر لکھا ہے کہ معاذ اللہ حضرت علی نے نبیؐ کے حکم کو نہ مانا۔ یا پھر ہم نے گذشتہ صفحات میں بتایا ہے انکار کر دیا

من گھڑت قصہ نقل کیا ہے۔

(۱۵) سُنّی حضرت علیؑ کو امام المتقین ماننا تو درکنار، اُلٹا آپؑ کو بدکردار، معیب و خائن اعتقاد کرتے ہیں جس طرح مولوی محمد امین خادم نے کتاب "خلافت علیٰ منہاج النبوت" کے صفحہ ۱۱۷ پر یہی لکھا ہے کہ "حضرت علیؓ نے (۱) نبیؐ کے حکم کو نہ مانا (۲) لڑکوں سے حضورؐ کو ایذا دی (۳) اپنے عیال کی حق تلفی کی (۴) مالِ خیر میں تصرف کیا (۵) آنحضرتؐ کو ناراض کیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

(۱۶) سُنّی، ذکرِ علیؑ کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ آج بھی ایک سُنّی گروہ نے اشتہاری مہم چلا رکھی ہے کہ "علیؑ کا ذکر کرنا شرک ہے" حزب اللہ، کا تو ختہ دیوار غالباً آپ کی نگاہ سے نہیں گذرا ہو گا۔

(۱۷) سُنّی نہ ہی حضرت علیؑ کو دین کا حقیقی پیشوا و ہادی مانتے ہیں نہ ہی وارثِ کتاب و سنت، بلکہ اہلسنت کے نزدیک آپؑ کا مرتبہ عام مجتہد جتنا بھی نہ تھا جیسا کہ شرح وقایہ حاشیہ چلپی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۴۳ میں ہے کہ "ان علیا لم یکن من اہل الاجتہاد" یعنی علیؑ مجتہد بھی نہ تھے۔

(۱۸) سُنّیوں کی محبتِ علویہ کا یہ عالم ہے کہ ذکرِ علیؑ سنتے ہی آگ بگولہ ہو جاتے ہیں اور آجکل ایک سُنّی گروہ اس کوشش میں ہمہ تن مصروف ہے کہ علیؑ کا نام تک تاریخ میں سے حذف کر دیا جائے۔

(۱۹) سُنّی حضرات سے کبھی بھی ذکرِ علیؑ کی مخصوص محفل منعقد نہیں کی، ہو اگر دکھاوے کیلئے کر بھی لیں تو سیرت و فضائل دشمنانِ علیؑ

بیچا کے بیان کرکے جناب امیر علیہ السلام کی تنقیص کرتے ہیں۔

(۲۰) سُنّی، اسلام کے زوال کا سبب ذاتِ امیر المومنین علی علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں جیسا کہ شاہ ولی اللہ کا بیان ہم نے گذشتہ اوراق میں نقل کیا۔ سُنّیوں کا مشہور مقولہ ہے کہ اگر ایک عمرؓ اور رہتا تو اسلام ساری دنیا میں پھیل جاتا۔ اور اگر ایک علیؑ (معاذ اللہ) اور ہوتا تو اسلام صفحۂ ہستی سے ہٹ جاتا۔

مؤدّتِ سیّدۂ طاہرہ

شیعہ نظریات

(۱) شیعہ سیّدہ طاہرہ جناب فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کو معصومہ اور صدیقہ مانتے ہیں۔

(۲) بحکم رسولؐ بی بی پاکؑ کو بتول اعتقاد کرتے ہیں۔

(۳) سیّدہؑ کی ناراضگی کو خدا و رسولؐ کی ناراضگی سمجھتے ہیں۔

(۴) غضبِ سیّدہؑ، غضبِ خدا سمجھتے ہیں اور مغضوبِ خدا کو ملعون جانتے ہیں۔

(۵) ہر اُس ظالم سے بیزاری اختیار کرنا ضروری سمجھتے ہیں جس نے بی بی پاکؑ پر ظلم کیا۔

(۶) شیعہ، معصومہؑ کو تمام عالم کی عورتوں کے لئے ہدایت کا نمونہ کاملہ اعتقاد کرتے ہیں اور سیّدہؑ کو صنفِ نازک کے لئے بالعموم اور خصوصی رہنما و ہادیہ سمجھتے ہیں۔

(٧) شیعہ سیدۂ طاہرہ کو ایک بیٹی کی حیثیت سے جنت کا ادو مالکہ مانتے ہیں۔

(٨) شیعوں کا نظریہ ہے کہ بی بی پاک حضرت امیر المومنینؑ کی اطاعت شعار زوجہ تھیں۔

(٩) شیعوں کی نظر میں سیدہ سے بہتر ماں دنیا کی کوئی عورت نہ ہو سکی نہ ہوگی۔

(١٠) شیعوں کے نزدیک، سیدہ کی توہین، خدا کی توہین ہے۔

(١١) شیعہ، جناب سیدہ کو وارثِ رسول مانتے ہیں۔

(١٢) شیعہ کے نزدیک سیدہ طاہرہ کی ازدواجی زندگی دونوں خانہ میں خوشگوار تھی۔ اور انہیں اپنے شوہر نامدار سے ہرگز کوئی شکایت نہ تھی۔

(١٣) سیدۂ طاہرہ، قرآن مجید کی آیتِ تطہیر کی روح ہیں۔

(١٤) معصومہ پر بعد از رسول، امت نے اس قدر مظالم توڑے کہ اگر دنوں پر یہ آپڑتے تو وہ سیاہ راتیں بن جاتے۔

(١٥) سیدہ نے حضرت شیخین سے قطع تعلق کیا اور تا دمِ وفات اُن سے ہم کلام نہ ہوئیں۔ حتیٰ کہ انھیں جنازے پر آنے کی اجازت تک نہ دی۔

(١٦) خانۂ سیدہ، مرکزِ نزولِ ملائکہ تھا۔ اور حضورؐ نے حملۂ اِس گھر کو حصنِ اسلام قرار دیا تھا۔

(١٧) سیدہ کے گھر کی برکتیں امت کے کام آئی۔

(١٨) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات میں سیدہ کو فدک ہبہ کیا۔

(١٩) سیدہ زندگیٔ رسول میں فدک کی جائیداد پر بلا خلاف متصرف تھیں۔

(٢٠) سیدہ، اسلام کی محسنہ ہیں۔

سنی نظریات

(١) سنی، جناب سیدہ کو ہرگز معصوم نہیں مانتے، بلکہ خطا کار تسلیم کرتے ہیں اور اُن کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ اُن کے بڑے بزرگ بی بی پاک کو فدک کے معاملہ میں جھوٹا سمجھتے تھے اور قصور وار ٹھہراتے ہیں۔

(٢) سنی، جناب سیدہ کو بتول تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

(٣) مذہبِ سنیہ کی بنیاد ہی ناراضگیٔ سیدہ پر قائم ہے کیونکہ بعد از رسول، بانیانِ مذہبِ سنیہ نے سیدہ کو ناراض کر کے خدا و رسول کی ناراضگی مول لی۔

(٤) سنی، جناب سیدہ کی ناراضگی کو اہمیت نہ دیتے ہوئے، اُن تمام افراد سے رضامندی کا اظہار کرتے ہیں جنہوں نے معصومہ کو ناراض کیا۔

(٥) سنی، ہر اُس فرد کو بزرگ جانتے ہیں جس نے سیدۂ طاہرہ کو اذیت پہنچائی۔

(٦) سنی علماء نے بی بی پاک کو نہ ہی افضل النساء مانا ہے، اور نہ ہی ہادیہ، یہی وجہ ہے کہ سنی کتب میں عائشہ بی بی کی ہزاروں روایات کے مقابلہ میں سیدہ سے بہت ہی کم روایتیں نقل کی گئی ہیں۔

(٧) سنی حضرات کی کتب معتبرہ میں ایسی روایات ملتی ہیں کہ سیدہ

'معاذاللہ' آپ نے توحید کی حکم عدولی کی تھی۔ لہٰذا ایک مثالی بیٹی نہ تھیں۔ مثلاً نمازِ تہجد کا واقعہ کہ صحیح بخاری وغیرہ تک میں موجود ہے نیز مصابیح سنۃ میں اور بھی بہت کچھ دیکھیے

(۸) سُنّی فطرتیہ یہ ہے کہ سیّدہ جن کی رگوں میں خونِ رسالت گردش کرتا تھا' اپنے شوہرِ نامدار کی گستاخ تھیں۔ ملاحظہ فرمایئے ' عزیز احمد صدیقی کی کتاب "سبائی سبز باغ":

(۹) سُنّی یہ بھی کہتے ہیں کہ جناب سیّدہؑ ایک "ماں" کی حیثیت سے کامیاب "والدہ" نہ تھیں۔ کیونکہ خلقی طور پر آپ کم شعور تھیں۔ (دیکھیے کتاب سیّدہ خدیجہ" عزیز احمد صدیقی)

(۱۰) سُنّی' سیّدہ طاہرہ کی توہین کرنا کوئی معیوب فعل نہیں سمجھتے ہیں جیسا کہ "سبائی سبز باغ" مؤلفہ عزیز احمد صدیقی میں ہے۔

(۱۱) سُنّی' سیّدہ طاہرہ کو رسولؐ کا وارث نہیں مانتے' کیونکہ انکے نزدیک نبیؐ لاوارث ہوا کرتے ہیں۔

(۱۲) سُنّی زعمِ باطل کے مطابق سیّدہ طاہرہ کی ازدواجی زندگی انتہائی تلخ و ناخوشگوار تھی' اور آپ اکثر حضرت علیؑ سے جھگڑا کیا کرتی تھیں (دیکھیے سبائی سبز باغ' اور سیّدہ خدیجہ)

(۱۳) سُنّی عقیدہ کے مطابق "آیتِ تطہیر" میں جناب سیّدہ شامل نہیں ہیں' صرف ازواج مراد ہیں۔

(۱۴) سُنّی' اُن تمام مظالم کو پوشیدہ رکھتے ہیں جو جناب سیّدہ پر ہوئے اور آپ صرف چھ ماہ ہی کے عرصہ میں اپنے والد سے جا ملیں۔ بلکہ ان باتوں کو سننا بھی گوارہ نہیں کرتے' کیونکہ انکے

بزرگوں کے مظالم کی تشہیر ہوتی ہے۔

(۱۵) سُنّی' سچی بات کا انکار کرتے ہیں۔ حدیث میں تحریف کرتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ کوئی ذکر ایسی دلیل مل جائے جس سے جناب سیّدہ کی مصالحت شیخین سے خوش خلقی ظاہر ہو جائے۔ لہٰذا خود ساختہ حاشیے بنا کر اصل مطالب کو اپنے ازعام کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ اور جنازے میں عدم شرکت کا سبب بغضِ علیؑ قرار دیتے ہیں۔ اور عزیز جیسا سبی یہاں تک لکھتے ہیں کہ سیّدہ کی وفات مشتبہ حالت میں ہوئی کہ حکومت کو تشویش کی ضرورت محسوس ہوئی (سبائی سبز باغ)

(۱۶) اُمت نے اِس گھر کو جلانے کے لئے آگ جمع کی جہاں فرشتے نازل ہوتے تھے۔ اور رسولؐ سلامِ طہارت پیش کرتے تھے' اہلسنت کے علماء نے احراقِ خانۂ سیّدہ کو مذموم کہنے کی بجائے تعریف کی ہے اور اپنے بزرگوں کا تدبر ظاہر کیا ہے (دیکھیے تحفۂ اثنا عشریہ' مؤلفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی)۔

(۱۷) سُنّی کے نزدیک جناب سیّدہ کا گھرانہ اُمت کی تباہی کا سبب بنا جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے لکھا ہے۔

(۱۸) سُنّی کے بزرگوں نے رسولؐ کے عطا کردہ۔ فدک۔ کو سیّدہ سے غاصبانہ و مفسدانہ چھین لیا ہے۔ اور اہلسنت اِس غصب کو عین حق اعتقاد کرتے ہیں۔

(۱۹) قوت و اقتدار کو استعمال کر کے سُنّیوں کے خلیفہ نے سیّدہ کے مقبوضہ جائیداد (فدک) کو چھین لیا۔ اور خود فریق ہو کے

ہونے بھی اپنے خلاف دعویٰ کا خود ہی اپنے حق میں فیصلہ کر کے انصاف اور عدل کی دھجیاں بکھیر دیں۔

(۲۰) علمائے اہلسنت نے علانیہ لکھا ہے کہ جنابِ سیدہ نے حضرت ابوبکر کی مخالفت کر کے اسلام پر کوئی احسان نہیں کیا ہے۔ بلکہ نزاع و فساد کا بیج بویا ہے۔

امام حسنؑ سے محبت

شیعہ نظریات

(۱) شیعہ، امام حسن علیہ السلام کو دوسرا امام منصوص مانتے ہیں

(۲) شیعہ، امام حسن علیہ السلام کو معصوم اعتقاد کرتے ہیں۔

(۳) شیعہ، امام حسنؑ کو اپنے وقت میں ہدایت کا سرچشمہ تسلیم کرتے ہیں۔

(۴) شیعہ، امام حسنؑ کو وارثِ علم مانتے ہیں۔

(۵) امام پاک کے کردار کو ہر صغائر و کبائر سے طاہر و مطہر یقین کرتے ہیں۔

(۶) شیعہ، آپ کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔

(۷) شیعہ، آپ کے دوستوں کے دوست ہیں۔

(۸) حضرت امام حسنؑ نے معاویہ کی بیعت ہرگز نہیں کی۔

(۹) "معاہدۂ صلح" دراصل امام حسنؑ کی کامیابی ہے۔

(۱۰) قولِ رسول ہے، جس نے حسنؑ سے لڑائی لڑی، اس نے مجھ سے لڑائی کی۔ لہٰذا شیعہ ان تمام محاربینِ رسول سے نفرت کر کے امام حسنؑ کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔

(۱۱) امام حسنؑ کو زہر سے شہید کیا گیا۔

(۱۲) شہادتِ امام حسنؑ دراصل حضورؐ کی خفی شہادت ہے۔

(۱۳) امام حسنؑ سخیٔ زمانہ تھے۔

(۱۴) امام حسنؑ نے شرعی حدود سے تجاوز کر کے شادیاں ہرگز نہیں کیں۔

(۱۵) امام پاک کو شیعوں کی جانیں اور مال عزیز تھے۔

(۱۶) امام حسنؑ اپنے والدِ بزرگوار اور نانا نامدار کے مطیع تھے۔

(۱۷) امام حسنؑ مردِ میدان اور شجاع تھے۔

(۱۸) امام حسنؑ اپنے والد کو "خلیفہ بلافصل" اعتقاد کرتے تھے۔

(۱۹) امام حسنؑ نے اپنی مادرِ گرامی کی حقانیت کی گواہی دی۔

(۲۰) امام حسنؑ کے جنازے پر مسلمانوں نے تیر برسائے۔

سنی نظریات

(۱) سنی، نہ ہی امام حسنؑ کو امام مانتے ہیں اور نہ ہی منصوص، اسی لئے ان کی کتابوں میں آپ سے روایات نقل نہیں ہوتیں۔

(۲) سنی حضرات، عصمتِ امام حسنؑ کے متعلق قائل نہیں ہیں

(۳) وارثِ علمِ رسول سمجھنا تو کجا، حضرات سنیہ، امام حسنؑ کو کم فہم جاہل مانتے ہیں۔ دیکھئے ناصبی لٹریچر از عزیز احمد صدیقی۔

(۴) سنیوں کے نزدیک امام حسنؑ منصبِ ہدایت پر فائز نہ تھے بلکہ ان کو دینی مسائل پر قطعی دسترس حاصل نہ تھی۔ جیسا کہ ابن کثیر اور ابن تیمیہ وغیرہ نے لکھا ہے اور آج کل ناصبی عزیز احمد کی گمراہ کن تحریرات سے ثابت ہے۔

(۵) سُنّی اکثر امام حسنؑ کے کردار پر رکیک حملے کرتے رہے ہیں خصوصاً کثرتِ جماع کا اعتراض تو ہر سُنّی کے نوکِ زبان پر ہے۔

(۶) سُنّی حضرات امام حسنؑ کے دشمنوں کے حقیقی دوست ہیں اور اُن کو اپنے پیشوا امام مانتے ہیں مثلاً معاویہ ابن ابی سفیان وغیرہ۔

(۷) سُنّی، امام حسنؑ کے دوستوں کو بنظرِ حقارت دیکھتے ہیں۔ اور اُن کو "رافضی" کہتے ہیں۔

(۸) سُنّیوں کے نزدیک امام حسنؑ نے معاویہ کی بیعت کر لی تھی اور وہ معاویہ کو امام حسنؑ سے افضل اعتقاد کرتے ہیں۔
ملاحظہ فرمائیے محمود احمد عباسی اور عزیز احمد صدیقی کی تصنیفات۔

(۹) سُنّیوں نے امام حسنؑ کے معاہدۂ صلح کو "دین فروشی" تک کہنے کی جرأت کی ہے (انجم مولفہ عبدالشکور لکھنوی)

(۱۰) سُنّی اُن تمام لوگوں کو واجب التعظیم جانتے ہیں جنھوں نے امام حسنؑ سے لڑائی لڑی مثلاً معاویہ و عمرو بن العاص وغیرہ۔

(۱۱) سُنّیوں کے نزدیک امام حسنؑ کو زہر نہیں دیا گیا۔ بلکہ کثرتِ ازدواج کے باعث آپ کی موت "مرضِ ذیابیطس" کے سبب واقع ہوئی ہے (سبائی سبز باغ)

(۱۲) سُنّی، شہادتِ حسنؑ ہی سے انکار کرتے ہیں۔

(۱۳) سُنّی، الزام لگاتے ہیں کہ امام حسنؑ بہت عیش پسند اور فضول خرچ تھے۔ معاویہ سے کثیر رقم حاصل کر کے فضول مصارف میں ضائع کرتے تھے (ابن تیمیہ و محمود احمد عباسی)

(۱۴) سُنّی شیخ سلطان ناصبی عزیز احمد صدیقی کے مطابق امام حسنؑ نے بہت زیادہ شادیاں کیں یعنی معاذ اللہ آپ بہت ہی شہوت ران تھے۔

(۱۵) سُنّی عموماً کہتے ہیں کہ امام حسنؑ، شیعوں کے خلاف تھے اُن سے محبت نہ رکھتے تھے۔

(۱۶) بعض سُنّیوں نے یہ بھی کہا ہے کہ امام حسنؑ نے صلح کر کے اپنے والد کی مخالفت کی ہے اور معاویہ کی حمایت کی ہے۔

(۱۷) اکثر سُنّی، زبانی بحث و مباحثہ میں امام حسنؑ کو باغی اور مخالفِ رسول کہتے ہیں۔

(۱۸) عزیز احمد صدیقی ناصبی کے مطابق امام حسنؑ معاذ اللہ اتنے بزدل تھے کہ انہوں نے کبھی کوئی چوہا بھی نہیں مارا۔

(۱۹) ایک وعظ شریف میں ہم نے ایک سُنّی خطیب سے سنا ہے کہ امام حسنؑ نے ابنِ عمر اور حضرت عمر بن الخطاب کو پروانۂ غلامی تحریراً دے کر ثابت کر دیا کہ وہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر سے راضی تھے اور انکو خلیفۂ رسولؐ مانتے تھے۔

(۲۰) سُنّی، امام حسنؑ کے جنازے پر تیروں کی بارش کے واقعہ کو قابلِ مذمت نہیں سمجھتے اور اُن لوگوں سے دِلی محبت رکھتے ہیں جنھوں نے اس فعلِ قبیح کا ارتکاب کیا اور ایسا ظالمانہ حکم دیا۔

امامِ حسینؓ سے محبت

شیعہ نظریات

(۱) شیعہ، امام حسین علیہ السلام کو تیسرا امام برحق اعتقاد کرتے ہیں اور معصوم و منصوص پیشوا و ہادی مانتے ہیں۔

(۲) شیعہ، ذکرِ حسینؑ کو عبادت سمجھتے ہیں۔

(۳) شیعہ، آپؑ کے مصائب پر آنسو بہانا جنت کی ضمانت سمجھتے ہیں۔

(۴) شیعہ، آپؑ کے دشمنوں، مخالفوں اور محاربوں کو ملعون جانتے ہیں۔

(۵) شیعہ، آپؑ کے اصحاب و انصار اور دوستداران کو صالحین اعتقاد کرتے ہیں۔

(۶) شیعہ، آپؑ کے قاتلوں پر "تبرا" کرتے ہیں۔

(۷) شیعہ، امام حسینؑ کو "شہیدِ اعظم" اعتقاد کرتے ہیں۔

(۸) شیعہ، عزاداریِ سید الشہداء کے مقابلہ میں ہر چیز کو ہیچ جانتے ہیں۔

(۹) شیعہ، ایامِ عزا میں عقیدت سے سوگواری کرتے ہیں کہ جیسے کسی حقیقی عاشق کا معشوق گرفتارِ آلام ہو گیا ہو۔

(۱۰) شیعہ، محبتِ حسینؑ کی خاطر ہر تکلیف برداشت کرتے ہیں۔

(۱۱) شیعہ، ہر اس شے کا احترام کرتے ہیں جس کو حسین علیہ السلام سے نسبت دے دی جائے۔

(۱۲) شیعہ، شہادتِ حسینؑ کو بیداریِ انسانیت قرار دیتے ہیں۔

(۱۳) شیعہ، امام حسینؑ کو بنائے لا الٰہ مانتے ہیں۔

(۱۴) شیعہ، امام حسینؑ کے روضۂ مبارک کی زیارت کرنے کو سعادت جانتے ہیں۔

(۱۵) شیعہ، امام حسینؑ کی قتل گاہ کی مٹی کو خاکِ شفا سمجھتے ہیں۔

(۱۶) شیعہ، سانحۂ کربلا کو معیارِ حق و باطل سمجھتے ہیں۔

(۱۷) شیعہ، امام حسینؑ کے جہاد بالسیف کو جہادِ اکبر جانتے ہیں۔

(۱۸) شیعہ، امام حسینؑ کے خون کے بدلے اپنے جسم کو زخمی کرتے ہیں۔

(۱۹) شیعہ، امام حسینؑ کی ہر ادا پر مرمٹتے ہیں۔

(۲۰) شیعہ، امام حسینؑ کو اپنا نجات دہندہ اور تعبیر ذبحِ عظیم اعتقاد کرتے ہیں۔

سنی نظریات

(۱) سنی، امام حسینؑ کو باغی، اور یزید ملعون کو خلیفۂ وقت اور امام مانتے ہیں۔ (دیکھئے "خلافتِ معاویہ و یزید" محمود عباسی)

(۲) سنی، نہ ہی امام حسینؑ کو معصوم و منصوص مانتے ہیں اور نہ ہی ہادی۔ کیونکہ سنی کتابوں میں امام حسینؑ سے کوئی قابلِ ذکر روایت منقول نہیں ہوئی۔ بلکہ عمر ابن سعد وغیرہ کی روایات کو سنی کتابوں کی زینت بنایا گیا ہے۔

(۳) سنی، ذکرِ امام حسینؑ کا بیان کرنا اور سننا حرام سمجھتے ہیں جیسا کہ امام غزالی نے لکھا ہے۔ اور آج بھی لوگ ذکرِ حسینؑ کو بند کرنے کی سعیٔ نامشکورہ میں ہمہ تن مصروفِ عمل ہیں جیسا کہ

ادارۂ کتب حیاءالحق کراچی نے وفاقی وزیر مذہبی امور جناب کوثر نیازی سے شکایت کی ہے کہ "وہ اپنے کے تئے مکۂ و مدینہ کافی ہیں۔ آئندہ ذکرِ حسینؓ و ذکرِ علیؓ کی اشاعت نہ کریں۔"

(کتاب سیّدہ خدیجہ صفحہ)

(۴) سُنّی کے نزدیک امام حسینؓ کی مصیبتوں پر رونا گناہ ہے۔ اسی لیے شیعوں کے "عزاداری" پر اعتراض کرتے ہیں۔

(۵) سُنّی، دشمنانِ حسینؓ پر لعنت کرنا درست نہیں سمجھتے، بلکہ اُن کے لئے دعائے مغفرت کی سفارش کرتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل یزید کو "رحمۃ اللہ علیہ" برسرِ عام کہا جا رہا ہے۔

(۶) سُنّی، انصارانِ حسینؓ کے گروہ کو باغی قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے "خلافتِ معاویہ و یزید" اور "معارفِ یزید" وغیرہ۔

(۷) سُنّی، قاتلانِ حسینؓ کو مغفور سمجھتے ہیں جیسا کہ یزید کے بارے میں بخاری کی حدیث منسوب کی جاتی ہے اور شاہ عبدالعزیز وغیرہ لعنت کرنے سے روکتے تھے۔

(۸) سُنّی، شروع سے عزاداریِ حسینؓ کے مخالف ہیں اور آج بھی آئے دن اُن کی عملی مخالفت کے باعث فرقہ وارانہ فسادات ہوتے رہتے ہیں۔

(۹) سُنّی، محرم کو خوشی کا مہینہ قرار دیتے ہیں۔ یکم محرم کو سالِ نو کی مبارکبادی اخبارات میں شائع کرتے ہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی نے روزِ عاشور کو ایک طرح روزِ عید قرار دیا ہے۔

(۱۰) محبانِ حسینؓ، سُنّیوں کی آنکھ کا شہتیر ہیں۔ اور اکثر محبتِ حسینؓ کا

مذاق اُڑاتے ہیں، عزاداروں کو محض محبتِ حسینؓ کے جرم میں ایذائیں پہنچائی جاتی ہیں۔

(۱۱) تمام اُن زیارات و نشانیوں کا مذاق اُڑاتے ہیں جن کو شیعہ یادگاراتِ حسینیہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔

(۱۲) شہادتِ امام حسینؓ کو حرصِ منصب و جاہ قرار دیتے ہیں۔
(دیکھئے کتاب خلافتِ معاویہ و یزید مؤلفہ محمود احمد عباسی)

(۱۳) سُنّی کہتے ہیں کہ حسینؓ نے خلیفۂ اسلام میں لَا اِلٰہ کی بلا کر کا یعنی "تبرا" جاری فرما دیا کیونکہ نہ آپ لڑتے نہ آپ کے انتقام کے بہانے اسلام میں رخنہ انگیزی کا موقعہ ملتا۔ نہ مذہبِ شیعہ ہوتا نہ اسلام میں خون خرابہ ہوتا نہ یہ نفرت و بغض پھیلتا۔
(دیکھئے کتاب سبائی سبز باغ صفحہ ۱۸۳)

(۱۴) سُنّی کے ہی اشقیٰ خلیفہ "متوکل" نے زیاراتِ مقدسہ پر ہل چلوائے اور شہدائے کربلا کی قبروں کی بے حرمتی کی۔ آج بھی سُنّی زیارات کے مخالف ہیں۔

(۱۵) سُنّی، "خاکِ شفا" کو پسند نہیں کرتے۔ بت پرستی کہتے ہیں۔ جبکہ ان کے پیرانِ پیر نے غنیۃ الطالبین میں معاویہ کے گھوڑے کے سُموں کی خاک کو اپنے لئے نجات کا ذریعہ تسلیم کیا ہے۔

(۱۶) سُنّی، جنگِ کربلا کو تخت و تاج کی لڑائی کہتے ہیں (محمود عباسی)،

(۱۷) سُنّی، معرکۂ کربلا کو ایک بغاوت کی سرکوبی سمجھتے ہیں۔ (دیکھئے محمود احمد عباسی اور عزیز احمد صدیقی)

(۱۸) امام حسینؓ کے غم کو چھپانے کا ہر طریقہ استعمال کرتے ہیں۔

کیونکہ اس ظلم کی ذمہ داری سُنّی اشیاخ کے کاندھوں پر پڑتی ہے (امام غزالی)۔

(۱۹) امام حسینؑ کے ہر قدم پر تنقید کرتے ہیں اور اُن کو غلط ثابت کرنے کے لئے پشت در پشت بزرگوں کو کاذب ٹھہراتے ہیں۔ (محمود احمد عباسی، عزیز احمد صدیقی، ابو یزید)

(۲۰) امام حسینؑ کو اسلام کی تباہی کا سبب لکھتے ہیں (عزیز احمد صدیقی)

ہم نے بالکل عام فہم گفتگو میں انتہائی سادگی سے پنجتن پاک سے عقیدت و محبت کا ہلکا سا خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اِن تقابلی امور کا جائزہ لینے کے بعد کسی صاحبِ عقل اور صاحبِ رائے شخص کو یہ گنجائش نظر نہیں آتی ہے کہ برادرانِ غیر شیعہ کا دعویٰ محبت اہلبیتؑ درست سمجھے۔ بلکہ یہ تارِ عنکبوت سے بھی کچا ہے۔ جب کہ ان کے مذہبی پیشواؤں نے حضرات اہلبیتؑ کو دینی ہادی و حاکم مانا ہے اور نہ ہی ان کو برسرِ اقتدار آنے دیا۔

گہری سیاسی چال

اب ایک بہت اہم سوال ذہنِ انسانی میں آتا ہے کہ آخر جب مذہبِ سُنّیہ کی راہیں مذہبِ اہلبیتؑ سے کوسوں دور ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے متوازی ہیں۔ تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ سُنّی حضرات متمسک بالثقلین ہونیکا دعویٰ جاری رکھتے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس کا جواب یہ ہے کہ خدائی اعجاز سے اس نے اپنے حقیقی مقررہ ہادیوں کا غلبہ ثابت کیا ہے کہ اس کے منتخب کردہ خلفاء بلا تخت و تاج و حکومت بھی اصلی حاکم ہوتے ہیں اور دشمن بھی مجبور ہیں کہ اُن کی حاکمیت طوعاً و کرہاً مانیں۔

بہرحال اس گہری سیاسی چال کا مکمل و مفصل حال ہم آئندہ کسی موقع پر بیان کریں گے کہ یہ محبت محض ایک حربہ ہے بلکہ جنگی حیلہ ہے جسے اہلسنت نے خاص موقعوں پر استعمال کیا ہے۔ تاکہ اس محبت کے جال میں سیدھے سادے لوگوں کو گرفتار کیا جا سکے۔

الغرض رسالہ ہٰذا کی طوالت و ضخامت کے خدشہ کی خاطر اب ہم اسی مختصر بیان پر اکتفا کرتے ہوئے قارئین کو دعوتِ غور دیتے ہیں۔ کہ وہ خود انصاف کریں گے۔ اہلبیتِ رسولؐ سے حقیقی محبت شیعہ مسلمان رکھتے ہیں یا غیر شیعہ مسلمان، اِس رسالہ کی ترتیب میں حقیر نے منشی سید سجاد حسین صاحب قبلہ بارہوی اعلی اللہ مقامہٗ کی کتاب مستطاب "اعجازِ داؤدی" سے کافی استفادہ کیا ہے۔ لہٰذا قارئین کی خدمت میں گذارش ہے کہ مولانا موصوف کے ایصالِ ثواب کی خاطر "سورۂ فاتحہ" کی تلاوت فرما کر ماجور و مثاب ہوں۔ "شکریہ"۔

تمسک بالصّحابہ

اب آخر میں ہم ایک حدیثِ نبویؐ نقل کر کے اجازت چاہتے ہیں۔ اِس حدیث کے مضمون پر غور کرنے سے مذہبِ سنیہ کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے کیونکہ ان کا مذہب "تمسک بالصّحابہ" ہے۔

حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا میرے بعض صحابی ایسے ہوں گے جن کو نہ میں قیامت کو دیکھوں گا اور نہ وہ مجھے دیکھیں گے۔ حضرت عمر ابنِ خطاب نے اُمّ المومنینؓ سے دریافت کیا کہ آپ (اُمّ سلمہؓ) قسم کھا کر بتائیں کہ کیا میں (عمر ابنِ خطاب) بھی اُن لوگوں میں سے ہوں جن کو حضور صلعم نہ دیکھیں گے۔ اور نہ ان کو زیارتِ رسولؐ نصیب ہوگی؟ تو بی بی اُمّ سلمہؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں (اُمّ سلمہؓ) نہ تم

(عمر ابن خطاب) کو ان لوگوں سے خارج کر سکتی ہوں اور تداخل بھی کر سکتی ہوں۔
دیکھو کتاب "استیعاب" مؤلف علامہ اہلسنت عبد البر ص ۳۳۳ ۔

اب آپ خود سوچ سمجھ کر فیصلہ فرمائیں کہ ایسے لوگوں کو ہادی و پیشوا
بنانا مفید ہوگا؟ جن کے بارے میں یہ شک ہو کہ وہ دیدار رسول سے محروم
ہوں گے یا وہ ہادی برحق نجات کا سفینہ ہوں گے جن کے متعلق رسول کریم
نے ضمانت دی اور یقین دہانی کرائی کہ اہلبیت اور قرآن اُس وقت تک
ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے جب تک کہ میرے پاس "حوض کوثر"
پر نہیں پہونچ جاتے۔

حتمی و عقلی فیصلہ

عقل انسانی کا ناطق فیصلہ یہی ہوگا کہ اُس کشتی میں سوار ہوا جائے جس کا منزل مقصود تک
پہنچنا یقینی ہے نہ کہ اُس بیڑے پر بیٹھا جائے جسکا بیڑا غرق ہوگا۔

دعائے خیر

پس دعا ہے کہ رب العزت تمام اہل اسلام کے دلمیں اہلبیت رسول کی مودۃ پیدا کرے اور ہر مسلمان کو
راکبِ سفینۂ نوح بننے کی توفیق دے تاکہ بیڑا پار ہو (آمین)

والسلام

العارض

عبد الکریم مشتاق